جماعت اسلامی ہند

روشن دلائل کے آئینے میں

شعبۂ تنظیم

مرکز جماعت اسلامی ہند

دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵

ترتیب

عنوان | صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

بہت دنوں سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ جماعت اسلامی ہند کے رفقا کی ہدایت اور تذکیر کے لیے اس کی مرکزی مجلس شوریٰ اور امیر جماعت یا قیم جماعت نیز دیگر ذمہ داران جماعت کے مستند بیانات کو ایک جگہ جمع کردیا جائے تاکہ جماعت کے موقف کو سمجھنے اور یاد رکھنے کے لیے فوری حوالہ مل سکے۔

امید ہے کہ یہ مختصر سا کتابچہ جماعت اسلامی کے موقف سے متعارف ہونے والوں کے لیے بھی افادیت کا حامل ہوگا اور متعدد غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کرسکے گا۔

محمد جعفر

قیم جماعت اسلامی ہند

نئی دہلی

۲۵ر فروری ۱۹۹۵ء

نصب العین :

جماعت اسلامی ہند کا نصب العین اقامت دین ہے، جس کا حقیقی محرک صرف رضائے الٰہی اور فلاح آخرت کا حصول ہے۔

تشریح :

"اقامت دین" میں لفظ "دین" سے مراد وہ دین حق ہے جسے اللہ رب العالمین اپنے تمام انبیاء کے ذریعے مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں بھیجتا رہا ہے اور جسے آخری اور مکمل صورت میں تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نازل فرمایا اور جو اب دنیا میں ایک ہی مستند، محفوظ اور عنداللہ مقبول دین ہے اور جس کا نام اسلام ہے۔

یہ دین انسان کے ظاہر و باطن اور اس کی زندگی کے تمام انفرادی و اجتماعی گوشوں کو محیط ہے۔ عقائد، عبادات اور اخلاق سے لے کر معیشت، معاشرت اور سیاست تک انسانی زندگی کا کوئی ایک شعبہ بھی ایسا نہیں ہے، جو اس کے دائرے سے خارج ہو۔

یہ دین جس طرح رضائے الٰہی اور فلاح آخرت کا ضامن ہے، اسی طرح دنیوی مسائل کے موزوں حل کے لیے بہترین نظام زندگی بھی ہے اور انفرادی و اجتماعی زندگی کی صالح اور ترقی پزیر تعمیر صرف اسی کے قیام سے ممکن ہے۔

اس دین کی "اقامت" کا مطلب یہ ہے کہ کسی تفریق و تقسیم کے بغیر اس پورے دین کی مخلصانہ پیروی کی جائے اور ہر طرف سے یک سو ہو کر کی جائے اور انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں میں اسے اس طرح جاری و نافذ کیا جائے کہ فرد کا ارتقاء، معاشرے کی تعمیر اور ریاست کی تشکیل سب کچھ اسی

دین کے مطابق ہو۔

اس دین کی اقامت کا مثالی اور بہترین عملی نمونہ وہ ہے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے قائم فرمایا۔

طریقہ کار :

اپنے نصب العین کے حصول کے لیے جماعت اسلامی ہند کا طریق کار حسب ذیل ہوگا : -

(۱) قرآن و سنت جماعت کی اساس کار ہوں گی۔ دوسری ساری چیزیں ثانوی حیثیت سے صرف اس حد تک پیش نظر رکھی جائیں گی جس حد تک قرآن و سنت کی رو سے ان کی گنجایش ہو۔

(۲) جماعت اپنے تمام کاموں میں اخلاقی حدود کی پابند ہوگی اور کبھی ایسے ذرائع اور طریقے استعمال نہ کرے گی جو صداقت و دیانت کے خلاف ہوں یا جن سے فرقہ وارانہ منافرت، طبقاتی کشمکش اور فساد فی الارض رونما ہو۔

(۳) جماعت اپنے نصب العین کے حصول کے لیے تعمیری اور پرامن طریقے اختیار کرے گی۔ یعنی وہ تبلیغ و تلقین اور اشاعت افکار کے ذریعے ذہنوں اور سیرتوں کی اصلاح کرے گی اور اس طرح ملک کی اجتماعی زندگی میں مطلوبہ صالح انقلاب لانے کے لیے رائے عامہ کی تربیت کرے گی۔

پالیسی

۱- دعوت :

جماعت، دعوت کا کام اس طرح انجام دے گی کہ برادران وطن اسلام کی

بنیادی تعلیمات (توحید، رسالت اور آخرت) اور ان کے بنیادی تقاضوں سے واقف ہوجائیں اور یہ حقیقت بھی ان پر واضح ہوجائے کہ اسلام ہی واحد نظام عدل و رحمت ہے اور یہ کہ دنیوی فلاح اور اخروی نجات اپنے خالق و مالک اور پروردگار کی خالص بندگی کی راہ اختیار کرنے میں ہے۔ شرک والحاد، دیگر باطل افکار و عقائد اور اخلاقی برائیوں کی قباحت و مضرت سے وہ بخوبی واقف ہوجائیں اور اسلام، مسلمانوں اور تحریک اسلامی کے بارے میں ان کی جو غلط فہمیاں اور بدگمانیاں ہوں، وہ دور ہوجائیں۔

۲۔ اسلامی معاشرہ :

(الف) جماعت، مسلمانوں کے سامنے اسلام کے صحیح اور مکمل تصور اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کے تقاضوں کو حکمت کے ساتھ اس طرح واضح کرے گی کہ ان کے اندر آخرت کی فکر اور رضائے الٰہی کی طلب کا جذبہ بیدار ہو، ان کی زندگیاں فکر و عمل کی ساری خرابیوں اور شرک و بدعت سے پاک اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوجائیں اور وہ شریعت کی پوری طرح پابندی کریں۔ وہ دینی بنیادوں پر متحد ہوکر اپنے قول و عمل سے دین حق کی شہادت دینے لگیں اور اسلام کے قائم کرنے کا اپنا منصبی فریضہ انجام دینے کے قابل ہوجائیں۔

(ب) جماعت ان اہم امور و مسائل پر بھی مناسب توجہ دے گی جن کا تعلق دین اور ملت اسلامیہ کے تحفظ و بقا اور اس کے دینی و تہذیبی تشخص سے ہو۔

۳۔ ملکی و عالمی مسائل :

(الف) جماعت، ملک کے اندر بنیادی انسانی حقوق اور سیاسی، سماجی اور معاشی انصاف کے حصول، انسانی اخوت اور اخلاقی قدروں کے فروغ اور مذہبی، لسانی اور تہذیبی اقلیتوں کے تشخص کی حفاظت کے لیے غیر اخلاقی و غیر آئینی حرکات و اقدامات کے خلاف حسب استطاعت جدوجہد کرے گی اور اقدار سے عاری ظلم و استحصال پر مبنی طرز سیاست پر تنقید کرے گی۔

(ب) ایسے عالمی مسائل جن پر اظہار خیال کرنا عدل و انصاف، اخلاق و شرافت، انسان دوستی اور اسلامی اخوت کا تقاضا ہے ان پر جماعت، حسب ضرورت بے لاگ اور منصفانہ اظہار خیال کرے گی۔

۴۔ خدمت خلق :

جماعت، بلالحاظ مذہب و ملت، مریضوں، معذوروں اور حاجت مندوں کو سہارا دینے اور مصیبت زدہ لوگوں اور مظلوموں کو امداد بہم پہنچانے کا حسب ضرورت و استطاعت اہتمام کرے گی۔

۵۔ تربیت و تنظیم :

جماعت اپنے ارکان و کارکنان کی ذہنی و فکری، علمی و عملی اور دینی و اخلاقی ہمہ جہتی تربیت اور اپنے داخلی استحکام کا خصوصی اہتمام کرے گی اور اس بات کی کوشش کرے گی کہ اللہ تعالی سے ان کا تعلق زیادہ سے زیادہ مضبوط ہو اور وہ اپنی پوری زندگی میں اسلام کے سچے پیرو، اقامت دین کے لیے سرگرم عمل، راہ حق میں ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا مظہر اور نظم و اجتماعیت کے پہلو سے

بنیان مرصوص بن جائیں اور یہ کام جماعت کا اولین اور سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ہوگا۔

اخلاقی انحطاط اور اصلاح حال :

ملک کی عمومی اخلاقی صورت حال جماعت کی خصوصی اور اولین توجہ کا مستحق رہی ہے۔ اس کا اظہار مختلف مواقع سے کیا گیا ہے، جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں :-

(الف) اخلاقی انحطاط اور اصلاح حال کی ضرورت :

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کی صنعتی، سائنسی اور تیکنکی ترقی کی مساعی کو قابل اطمینان اور معاشی ترقی کو بسا غنیمت خیال کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اخلاقی اقدار کو نظرانداز اور پامال کرنے کے رجحان کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس رجحان کے نتیجے میں ملک کی ترقیاتی پیش رفت غیر متوازن اور فلاح عام کے نقطہ نظر سے بڑی حد تک بے معنی بن کر رہ گئی ہے۔ ان اخلاقی اور روحانی قدروں کو نظرانداز کردینے ہی کا نتیجہ ہے کہ زندگی کے تمام میدان بدترین قسم کی لوٹ کھسوٹ اور استحصال و بے اطمینانی کی لپیٹ میں آگئے ہیں۔ بے راہ روی، خودغرضی، حرص و ہوس اور بدعنوانیوں کا سیلاب امنڈا ہوا ہے۔ حصول زر اور جاہ طلبی نے زندگی کے سب سے عزیز اور بلند مقصد کا مقام حاصل کرلیا ہے اور جواز و عدم جواز سے بے نیاز ہو کر اس کے لیے جو تگ ودو اور مسابقت کی جارہی ہے وہ امن و سکون کو غارت کرتی جارہی ہے اور سماج بتدریج محروم اور مراعات

یافتہ طبقوں میں تقسیم ہوتا جارہا ہے اس طبقاتی تقسیم نے باہمی کشمکش اور صف آرائی کے حالات پیدا کردیے ہیں۔ محرومی کا احساس اور قلق، پلک جھپکتے ہی زندگی کی تمام آسایشیں حاصل کرنے کی آرزو خاص کر نوجوانوں کو تشدد اور جرائم پیشگی کی راہ پر ڈال رہا ہے اور ان کے نزدیک خیروشر اور خوب و ناخوب کے تمام معیار گویا بے معنی بن کر رہ گئے ہیں۔

یہ صورت حال بڑی ہی تشویشناک ہے اور اپنے اندر انتہائی خطرناک مضمرات رکھتی ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس، مذہب، سیاست، سماجی خدمات اور دوسرے چند میدانوں میں سرگرم کار تمام لوگوں سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ صورت حال کی سنگینی کی طرف متوجہ ہوں اور اس کی اصلاح کے لیے آگے بڑھیں اور سماج کو اس خطرناک دلدل سے نکالنے کی بھرپور کوشش کریں۔ یہ اجلاس مسلمانوں سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ ایک اصول پسند گروہ اور خیرامت کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور یکسوئی کے ساتھ حالات کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہوجائیں۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ مئی ۸۳ء)

(ب) عمومی خیر کے کاموں میں تعاون (ج) تہذیبی اقلیتیں اور یکجہتی

مرکزی مجلس شوریٰ نے ملک کی موجودہ صورت حال پر بھی غور کیا اور ملک کے اندر جو انتشار انگیز قوتیں سراٹھارہی ہیں بالخصوص لسانی، نسلی، صوبائی اور فرقہ وارانہ عصبیت، ان پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ذیل کی قرارداد منظور کی :

"ملک میں لسانی، نسلی، جغرافیائی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر جو تعصبات

ابھر رہے ہیں۔ مجلس شوریٰ ان کو تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس کے اصلاح و تدارک کی جو فکر حکومت اور مختلف جماعتوں کو لاحق ہو گئی ہے اس پر اظہار اطمینان کرتی ہے۔ اس طرح کے تعصبات کا ابھرنا ملک کی وحدت و سلامتی کے لیے جو ہر خیر خواہ وطن کو عزیز ہونی چاہیے' خطرناک ہونے کے علاوہ ان عالم گیر اصولوں کے بھی منافی ہے جن کے ہم اسلام کے داعی ہونے کی حیثیت سے علم بردار ہیں۔ اس لیے اس صورت حال کی اصلاح کے لیے کوشش کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس کے حصول کے لیے حکومت اور ان تمام جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنے کے خواہشمند ہیں جو ان تعصبات کو مٹانا اور ملک میں یک جہتی و اتحاد پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ البتہ مجلس شوریٰ یہ یقین رکھتی ہے کہ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جو مختلف قوموں اور تہذیبوں کا گہوارہ ہے' کسی ایسی یک جہتی کے قائم کرنے کی کوشش کرنا جس سے ان کی جداگانہ حیثیت اور ان کی اپنی مخصوص تہذیب برقرار نہ رہے نہ صرف یہ کہ دستور ہند کے خلاف ہوگا بلکہ اس سے اس مقصد کو بھی شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور جس معنی میں بھی یک جہتی و اتحاد مقصود ہوگا اس کو حکومت یا اکثریت کے دباؤ کے ذریعے پیدا کرنا قطعاً" غیر مناسب اور غیر مفید ہوگا اس مقصد کے لیے بہتر اور موثر ذریعہ' شعور اور احساس کا بیدار کرنا اور ملک کی مختلف تہذیبی اقلیتوں کو یہ اطمینان دلانا ہے کہ مذہب اور تہذیب کی بنیاد پر ان کے جداگانہ وجود اور ان کے اپنے مذہب و تہذیب کو نہ صرف یہ کہ کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ ان کے بڑھنے اور پھیلنے کے لیے کافی مواقع ہیں۔ (قرار داد مرکزی مجلس شوریٰ جولائی ۱۹۶۱ء)

(د) عمومی فتنہ و فساد اور اس کے ازالے کی جدوجہد :

جماعت اسلامی ہند نے ابتدا سے ہی اس ملک کی اس عمومی صورت حال سے نہ صرف یہ کہ خود کو باخبر رکھا ہے بلکہ فتنہ و فساد کے ہر مظہر پر اپنی تشویش کا اظہار بھی کیا ہے۔ یہ اظہار خیال اس کے دینی نقطہ نظر کا ترجمان بھی ہے اور حقیقی حب الوطنی کا مظہر بھی۔

ہمارے ملک میں مذہبی، تہذیبی، علاقائی، معاشی اور لسانی بنیادوں پر یا دوسرے اسباب کی بنا پر فتنہ و فساد کے شعلے جس تیزی سے بڑھتے چلے جارہے ہیں اور حال ہی میں بنگال، پنجاب، دہلی اور بعض دیگر علاقوں میں جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس پر مجلس شوریٰ نہایت غم و تشویش کا اظہار کرتی ہے اور اہل ملک کو اس صورت حال کے مستقل حل کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملک کی موجودہ صورت حال آناً "فاناً" پیدا نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کی جڑیں ماضی و حال میں خدا اور مذہب کے غلط تصور اور خدا بیزار افکار و خیالات میں پائی جاتی ہیں، جنہوں نے ہماری پوری زندگی میں فساد برپا کر رکھا ہے، ان تصورات و خیالات کے بعض عملی مظاہر وہ ہیں جنہیں مختلف لوگ ہڑتال، اسٹرائک، بندھ، مرن برت، خودسوزی، لیڈروں کے پتلے جلانے وغیرہ جیسی مختلف صورتوں میں اختیار کرتے رہتے ہیں اور نتیجتہً اتلاف جان و مال، آبروریزی، لوٹ مار، آتشزدگی وغیرہ ہمارے عوام کی ایک خاصی تعداد حتیٰ کہ نوخیز طلباء کا بھی آئے دن کا محبوب مشغلہ بنتا چلا جارہا ہے۔ جس کو مفاد پرست لیڈروں اور ممبران قانون ساز کی غیر حکیمانہ روش سے غذا ملتی رہتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ایسی شرانگیز سرگرمیوں کو قانوناً بند کردیا جاتا۔ لیکن چوں کہ مروجہ قانون اس سلسلے میں بے بسی کا اظہار کرتا ہے اس

لیے مجلس اپنے ابنائے وطن بالخصوص سیاسی پارٹیوں سے اپیل کرتی ہے کہ چوں کہ ایسی سرگرمیاں ہمیشہ نقصان دہ ثابت ہوئی ہیں اس لیے وہ ان سے کلیتہ اجتناب برتیں اور اپنے اختلافات و مسائل کو پرامن طریقوں اور صلح و آشتی سے حل کرلیا کریں' ورنہ اندیشہ ہے کہ اتحاد و قومی یکجہتی جیسے بلند بانگ نعروں کے علی الرغم ہمارا ملک پارہ پارہ ہوجائے گا اور ہمارا باہمی نفاق ہمیں تباہ و برباد کردے گا۔

مجلس کو اس بات کا پورا احساس ہے کہ نظم و نسق کا قیام حکومت کی اہم ذمہ داری ہے لیکن اسی کے ساتھ اس کا یہ فریضہ بھی کم اہم نہیں ہے کہ وہ غیرمتعصبانہ بے لاگ اور منصفانہ طور پر پارٹی بندی سے بلند ہوکر بروقت نزاعی معاملات و مسائل یا مشکلات کو حل کردیا کرے تاکہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ کم سے کم پیدا ہوسکے۔ ساتھ ہی حکومت کو اس حقیقت پر بھی یقین پیدا کرنا چاہیے کہ ایک فلاحی ریاست دراصل وہی ہوسکتی ہے جو بالکل ہی ناگزیر حالات میں کم از کم قوت کا استعمال کرے۔ کیوں کہ جبرو تشدد اہل ملک کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوا کرتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام میں وہ شعور بیدار کیا جائے جس سے وہ اپنے بھلے اور برے میں تمیز کرسکیں اور برائی کو چھوڑ کر بھلائی کی طرف پیش قدمی کرسکیں۔ مجلس کا یقین ہے کہ انسان اپنی فطرت میں خیرپسند اور صلح پسند واقع ہوا ہے اور اگر سوسائٹی اور اسٹیٹ اس کی صحیح رہنمائی کا انتظام کرسکیں تو وہ نہ صرف ملک بلکہ پوری انسانیت کے لیے مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ اس پس منظر میں بالخصوص طلباء کی بے راہ روی دور کرنے کے سلسلے میں ایسے نظام تعلیم و تربیت کی ضرورت بالکل واضح ہے جو اعلی کردار کے حامل' خدا ترس شہری فراہم کرسکے۔

اگر ایک دانا اور بینا ہستی کے سامنے اپنے کارناموں کی جوابدہی کا احساس اور اولاد آدم کا جذبہ عمومی طور پر پیدا کردیا جائے تو یقیناً صورت حال بہتر بن سکتی ہے۔ اس احساس اور جذبہ کے نشوونما کے سلسلے میں، نیز موجودہ صورت حال کو بدلنے میں ان لوگوں کی ذمہ داری کم نہیں ہے جو اس ضمن میں صحیح مذہبی و اخلاقی اقدار کی افادیت کے قائل ہیں اور ان لوگوں کی ذمہ داری تو یقیناً نہایت اہم ہے جو خدا اور آخرت دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ایک مصلح گروہ کی حیثیت سے سامنے آنا چاہیے اور عوام کو یہ حقیقت یاد دلاکر کہ خدا اور بندے اور انسان اور انسان کے تعلق کو منقطع کرنے یا بگاڑنے ہی سے دنیا میں فساد پھیلا کرتا ہے۔ ملک کو اس تباہی سے بچانے کی فکر کرنی چاہیے جس کی طرف وہ بڑی تیزی کے ساتھ لپکا جارہا ہے۔

آخر میں مجلس بنگال، پنجاب اور دہلی وغیرہ کے ان مقتولین کے پسماندگان سے نیز ان لوگوں سے جن کو مالی نقصان پہنچا ہے اظہار ہمدردی کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ملک کو حقیقی فلاح کے راستے پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ مارچ ۶۶ء)

(ہ)۔ سماجی ظلم کے مظاہر :

جماعت اسلامی ہند نے ابتدا ہی سے عامتہ الناس کی غیر فطری تقسیم، ذات پات، گورے کالے اور غریب و امیر کی پر زور مخالفت کی ہے۔ اس نے دین حق کی تعلیمات کا یہ لازمی تقاضا سمجھا ہے کہ ہر طرح کے سماجی ظلم کا ازالہ کیا جائے چاہے یہ ظلم کوئی بھی کرے اور مظلوم کسی بھی گروہ یا طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔ سارے انسان ایک ہی خدا کی مخلوق اور ایک ہی سلوک کے مستحق ہیں۔

عمومی نقطہ نظر کا اظہار :

جماعت اسلامی ہند ایک ایسے دین کی داعی ہے' جو تمام انسانوں کو اللہ کا کنبہ تصور کرتی ہے اور عدل و انصاف کو بلالحاظ تفریق ملت' عقیدہ و مسلک' تمام انسانوں کا بنیادی حق سمجھتی ہے۔

بد قسمتی سے اس ملک میں صدیوں سے عام آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ مظلوم اور پسماندہ رہا ہے اور رکھا گیا ہے۔ اس ظلم کی جڑیں ملک میں غالب ثقافتی اور دھارمک رجحانات میں بہت گہری ہیں۔ ملک کی آزادی کے بعد جو معاشی پالیسیاں اختیار کی گئی ہیں' ان کے نتیجے میں ان امتیازات اور تاریخی پسماندگیوں کو مزید تقویت ملی ہے۔ تفریق دولت اور آمدنی نے غریبوں کو ان وسائل سے بھی محروم رکھا ہے جن سے وہ اپنے کو بہتر بنا سکتے تھے اس کے علاوہ ملکی رہنماؤں کی دورخی پالیسی کے نتیجہ میں خالص سرمایہ دارانہ اداروں کو جو فروغ حاصل ہوا ہے اس نے غربت' افلاس اور معاشی ظلم و جور کو مزید نشوونما دی ہے۔

مذکورہ اسباب کے پیش نظر جماعت اسلامی ہند' امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری سمجھتی ہے کہ ملک اور سماج کے مظلوم طبقات کو معاشی اور سماجی انصاف دلوانے کی خود بھی بھرپور جدوجہد کریں اور اس مبارک مقصد کے حصول میں دوسرے افراد اور گروہوں کا بھی تعاون حاصل کریں۔ جماعت اسلامی کو یہ بھی یقین ہے کہ اس صورت حال کا ازالہ کسی سطحی اور ٹیکنیکل تدبیر سے یا ایسی تدابیر سے جس کے نتیجے میں ملک میں قائم شدہ تقسیم کو جواز حاصل ہو جائے' بالآخر مضر ہوگا۔ یہ صورت حال' ہمہ جہتی معاشرتی اور معاشی اصلاح کی مقتضی ہے۔

ملک میں ابھرتے ہوئے رجحانات' قتل وغارت گری' عام شقاوت قلب' فرقہ وارانہ عناد' تشدد اور قانون کی خلاف ورزی کے عام رجحانات اور معاشرتی فساد کے پیش نظر جماعت یہ ضروری سمجھتی ہے کہ اپنی دعوتی جدوجہد میں وہ مندرجہ ذیل نکات پر خصوصی توجہ دے۔ اس کو یقین ہے کہ دائمی علاج صرف بندگی رب کی دعوت میں مضمر ہے اور وقتی حکمت عملی کی تدابیر کے علاوہ یہ ضروری ہے کہ عمومی دعوتی سرگرمیوں کو دائمی حکمت عملی پر مرکوز کیا جائے :

(الف) معرفت نفس

(ب) عدل و انصاف اور مساوات' بالخصوص معاشی اور معاشرتی انصاف

(ج) عادلانہ عائلی نظام' بالخصوص عورت کا مقام

(د) اسلام کی معاشی تعلیمات' بالخصوص وہ تعلیمات جو مساوات اور انصاف کو فروغ دیتی ہیں

چند قابل توجہ مسائل

ا۔ ہریجنوں پر مظالم :

انسان قدیم ترین زمانے سے نسلی و وطنی امتیازات' نسلی برتری کے زعم اور اونچ نیچ کے جھوٹے تصورات میں مبتلا رہا ہے۔ ہمارا ملک جو ہزارہا سال سے تہذیب و تمدن کا گہوارہ اور متعدد مذاہب کا سرچشمہ رہا ہے' اس مہلک لعنت کا بری طرح شکار ہے۔ ہزارہا سال سے یہاں ایک سماجی ڈھانچا جس میں کچھ ذاتیں پیدائشی طور پر اونچی اور کچھ پیدائشی طور پر نیچی ہیں۔ یہی نہیں یہاں چھوت چھات کی لعنت بھی شدت سے موجود ہے۔ کچھ لوگوں کا ہاتھ لگنے سے کھانے پینے کی چیزیں ناپاک ہوجاتی ہیں۔ یہ لوگ ساتھ بیٹھ نہیں سکتے' ساتھ کھا نہیں سکتے' ایک

کنویں سے پانی بھر نہیں سکتے، ان کی جان، آبرو محفوظ نہیں۔ یہ نیچے ہیں اور اونچی ذات کے لوگوں کی خدمت کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ ہندوستانی سماج کے بہترین مصلحین کی مسلسل اصلاحی کوششوں کے باوجود یہ لعنت آج بھی ملک میں موجود ہے۔ ہریجنوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ انہیں آزادی کے بعد بھی جان و مال اور آبرو کا تحفظ نہیں مل سکا۔ خیال تھا کہ ایمر جنسی کے خاتمے، حکومت کی تبدیلی اور نئے حالات میں یہ صورت حال بدلے گی مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ صورت حال میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوئی۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ تمام باشندگان ملک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے متحد ہو جائیں ورنہ ملک انتشار اور انارکی کا شکار ہو جائے گا اور اونچی نیچی ذاتوں میں ٹکراؤ شروع ہو جائے گا۔ پھر یہ بات انسانیت اور اخلاق کے پہلو سے بھی موجب شرم اور نتائج کے اعتبار سے سب کے لیے تباہ کن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سارے انسان خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ سب انسان اس کے بندے اور سب ایک ہی ماں باپ آدم و حوا کی اولاد ہیں اور اس طرح سب ایک ہی خاندان اور برادری سے وابستہ ہیں۔ سب کی رگوں میں ایک ہی خون ہے۔ انسان ہونے میں سب برابر ہیں۔ اونچ نیچ اور چھوت چھات کے سارے تصورات بے معنی اور غلط ہیں۔ انسانوں اور انسانوں میں خدا ترس اور نیک و بد کے علاوہ کوئی امتیاز صحیح نہیں۔ تمام انسانوں کی جان، مال، آبرو یکساں محترم ہے۔ سب کے یکساں حقوق ہیں۔ سب کو سماج میں یکساں حقوق ملنا چاہییں۔

خاص طور پر ہم مسلمانان ہند سے اپیل کرتے ہیں کہ ان کے دین کا تقاضا اور بہ حیثیت مسلمان ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو وحدت انسانیت اور

انسانی مساوات کا درس دیں اور اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ وہ کسی اونچ نیچ کے قائل نہیں ہیں اور مظلوم اور پست افراد و طبقات کو ظلم و استحصال سے نکالنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ فریضہ سب سے زیادہ کامیابی کے ساتھ وہی انجام دے سکتے ہیں اور اس کام کے سلسلے میں انہیں آگے بڑھنا چاہیے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ متوسلین جماعت کو متوجہ کرتی ہے کہ وہ اس سماجی لعنت کے خلاف رائے عامہ ہموار کریں اور مسلمانوں کو اس سلسلے میں مناسب رول ادا کرنے کے لیے تیار کریں۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ نومبر ۷۷ء)

ہریجنوں کی تعذیب :

اونچ نیچ اور چھوت چھات ہندوستان کا پرانا مرض ہے۔ ہندوستان کے متعدد مصلحین کی سرگرم جدوجہد' بنیادی انسانی حقوق کے دنیا میں تسلیم کیے جانے اور دستورہند کی روسے چھوت چھات کے قانوناً" ممنوع ہونے کے باوجود ہندوستانی سماج کا یہ گھناؤنا ناسور آج بھی بری طرح رس رہا ہے' آج بھی ہریجنوں کو بے دردی کے ساتھ مارا پیٹا جاتا ہے۔ ان کے کھیت اور ان کی بستیاں پھونک دی جاتی ہیں۔ ان کی عورتوں کی عصمت دری کی جاتی ہے اور دن دہاڑے انہیں قتل کردیا جاتا ہے۔ رانی کھیت ضلع کے ایک مقام پر ۱۴ ہریجنوں کا دردناک قتل اس سلسلے کا تازہ واقعہ ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس اونچ نیچ' چھوت چھات اور ہریجنوں پر مظالم کے اس بھیانک سلسلے کو انتہائی تشویشناک نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے خلاف جو ہریجنوں

اور پس ماندہ لوگوں کے ساتھ ناروا اور ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہیں سخت اور فوری کارروائی کرے نیز ملک کے تمام انصاف پسند اور انسانیت دوست عناصر سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ہندوستانی سماج کو ٹکڑے کردینے والے انسانیت سوز رویہ کو ختم کرنے کے لیے ٹھوس جدوجہد کریں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اسلام کے نام لیواؤں کو یاد دلاتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روسے دنیا کے سب انسان آدم اور حوا کی اولاد ہیں۔ وہ ایک ہی خاندان کے افراد اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان میں باہم کوئی اونچ نیچ اور چھوت چھات نہیں۔ ان میں اونچا وہ ہے جو زیادہ خدا ترس ہے اسلام کے علمبرداروں کے موجود ہوتے ہوئے یہ بہت عجیب و غریب بات ہے کہ ہندوستان میں اونچ نیچ اور چھوت چھات کا مرض پھلے پھولے اور ہریجنوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جائیں۔ امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ظلم و ستم، اونچ نیچ اور چھوت چھات کو ختم کرنے کی جدوجہد اور ان کچلے ہوئے بھائیوں کو اوپر اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ مئی ۸۰ء)

خواتین پر مظالم:

ہمارے ملک میں سماجی ظلم کی ایک گھناؤنی شکل وہ ہے جس کا شکار خواتین ہوتی ہیں اور جن کے محرکات خالص مادی ہوتے ہیں۔ ان کا علاج قانون سے ممکن نہیں، بلکہ زندگی کے نقطہ نظر کی اصلاح چاہتا ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کی درج ذیل قرارداد اس مسئلے پر نہایت جامع انداز سے روشنی ڈالتی ہے :

"حالیہ برسوں میں ہمارے ملک کے اندر عورتوں پر مظالم اور ان کے

خلاف جرائم کے واقعات میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ گھروں کے اندر جہیزوغیرہ کے لیے دلہنوں سے نہایت برا سلوک کیا جاتا ہے اور دفتروں، کارخانوں اور تجارتی اداروں میں محنت کش خواتین کو مردوں کے ہاتھوں امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ فلمی دنیا اور تجارتی کمپنیاں عورت کو ناپسندیدہ انداز میں پیش کرکے اس کی عزت و ناموس کو پامال کررہی ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی شوریٰ کا یہ اجلاس اس صورت حال کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور ایک صحت مند، پاکیزہ اور عادلانہ سماج کے قیام کے لیے مہلک سمجھتا ہے۔ مغربی تہذیب اور اس کے جلو میں درآمد شدہ مادہ پرستی اور اباحیت کا اصلی شکار صنف نازک ہی ہے مگر یہ افسوسناک امر ہے کہ خواتین کے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والی تنظیموں کی توجہ عدل وانصاف کی صرف چند ظاہری علامات پر مرکوز ہیں اور اس تہذیبی اور ثقافتی استخفاف کو نظرانداز کررہی ہیں جو عورتوں کے ساتھ ہونے والے اس سلوک کی ذمہ دار ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ اس موقعے پر خواتین کو بالخصوص اور عامتہ الناس کو بالعموم دعوت دیتی ہے کہ وہ دین اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کریں جو عورت کو احترام اور وقار بھی عطا کرتا ہے اور ان کو ان انسانی حقوق سے بھی بہرہ ور کرتا ہے جن کی بناء پر ایک ایسا سماج تشکیل پاتا ہے جو صرف مادی ضمانتیں ہی نہیں دیتا بلکہ ذہن و مزاج اور رویے کا ایسا انقلاب لاتا ہے جو عورت کو انسانیت کے لیے تفنن طبع کا ذریعہ نہیں بلکہ متاع خیروفلاح قرار دیتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عام مسلمانوں کو بھی اس امر پر متنبہ کرتا ہے کہ وہ صحیح معنوں میں خواتین کے حقوق اور مرتبے کے محافظ اور ان کی عزت و آبرو کے پاسدار بنیں اس لیے کہ ان کا دین انہیں اسی کی تعلیم

دیتا ہے۔ ناانصافی کے جو اکا دکا واقعات مسلمان سماج میں بھی پیش آتے ہیں ان کا سدباب کریں اور ایک ایسا پاکیزہ سماج جنم دیں جو ملک عزیز کے لیے خیروبرکت کا باعث ہو۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ اپریل ۹۰ء)

جمہوریت اور آزادی فکروعمل :

(ایمرجنسی ختم ہونے کے بعد جماعت اسلامی ہند۔نے جمہوریت کی بحالی پر جو اظہارخیال کیا وہ نہایت متوازن بھی ہے اور جمہوریت ۔کے متعلق اس کے مثبت رویے کی واضح دلیل بھی۔ اس سلسلے میں مرکزی شوریٰ کا بیان ملاحظہ فرمائیں)۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کے فضل وکرم سے جبرِ استبداد کا ہولناک دور ختم ہوا۔ وہ دور جس میں لاکھوں بے گناہ شدائد و مصائب کا شکار ہوئے، لوگوں کی جبری نس بندی کی گئی۔ انسانوں کی زندگی، صحت اور عزت و آبرو کے ساتھ زیادتیاں روا رکھی گئیں اور عوام کو ان کے بنیادی و فطری حقوق سے محروم کردیا گیا۔ اس بھیانک دور کا خاتمہ اللہ کی مشیت و حکمت کے تحت ہوا۔ **واللہ لایحب الظالمین** (اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا)

ہم ہندوستانی عوام کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے آزادی اور انسانی حقوق کی بحالی کے پلڑے میں اپنی رائے کا وزن ڈال کر انسانی اور اخلاقی اقدار سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیا اور نااہلوں کو اقتدار کی کرسی سے بے دخل کردیا۔

ہمیں اس بات پر مسرت ہے کہ جن جماعتوں نے رائے اور عمل کی آزادی اور انسانی حقوق اور جمہوریت کی بحالی کا بیڑا اٹھایا وہ کامیابی سے ہم کنار ہوئیں اور جبرو استبداد اور آمریت کے ذمہ دار عناصر ناکام و نامراد ہوئے۔

ہم کامیاب ہونے والی جماعتوں اور ان کے ذریعے بننے والی نئی حکومت کو بروقت یاد دلانا چاہتے ہیں کہ انہوں نے عوام سے ایک مقدس عہد کیا ہے جس کے لیے وہ عنداللہ اور عندالناس جواب دہ ہیں' انہیں دستور کے بنیادی حقوق میں کی گئی تبدیلیوں کو بدل کر انسانی حقوق کی آزادی کو بحال کرنا ہے۔ انہیں ہندوستانی عوام کو بلا تفریق فرقہ و مذہب اپنے عقیدہ و ضمیر کے مطابق زندگی گزارنے اور ترقی کرنے کے یکساں مواقع فراہم کرنا ہیں اور انہیں سیاسی و اجتماعی زندگی کو بددیانتی' ظلم و استحصال' اقرباپروری' ذات برداری کی پاسداری' ذاتی مفاد پرستی' اور آمریت کے خطرناک رجحانات سے پاک کرنا ہے۔ صرف اسی صورت میں وہ اقتدار کی کرسی پر برقرار رہ سکیں گے اور ان کا اقتدار ملک کے لیے موجب رحمت ثابت ہوگا۔ انہیں موجودہ حالات کے اس سبق کو یاد رکھنا ہے کہ جو لوگ عوام سے کیے ہوئے وعدوں کو فراموش کردیتے ہیں عوام انہیں معاف نہیں کرتے۔

ہم ان تمام افراد اور ان کے متعلقین سے جنہیں ان کا جرم ثابت کیے بغیر جیلوں میں ڈالا گیا اور طرح طرح سے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا دل کی گہرائیوں سے ہمدردی رکھتے اور ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقہ' طبقہ یا مذہب سے ہو' ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ کسی فرد یا جماعت کو چارہ جوئی کے بغیر اس کے بنیادی و فطری حقوق سے محروم نہ کیا جائے گا جن کی ضمانت ہمارے دستور نے بھی دی ہے۔

ہم جماعت اسلامی ہند کے سینکڑوں افراد کو بھی' جنہوں نے قیدو بند کی سختیاں سہیں اور جنہیں اور جن کے متعلقین کو طرح طرح سے ستایا گیا اور تمام بے گناہ مسلمانوں کو' جو حکومت کے جبرو استبداد کا نشانہ بنے' یقین دلاتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ان کی مظلومی اور ان کے صبر و استقامت کا اجر ضائع نہ کرے گا۔ بد ترین حالات کے اچانک خاتمہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ حالات کچھ نہیں ہوتے نہ وہ مستقل رہتے ہیں اور نہ ان سے مرعوب ہونے کی ضرورت ہے اصل چیز اللہ کی مشیت ہے، وہی افراد، گروہوں اور قوموں کو عزت و سربلندی بخشتا اور وہی انہیں ذلیل و سرنگوں کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں ہر طرف سے کٹ کر خلوص اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کا دامن تھام لینا چاہیے اور اس کے بھروسے پر اس کی اطاعت و بندگی کی راہ پر گامزن ہو جانا چاہیے۔ دنیا کی کامرانی اور آخرت کی فلاح کی راہ یہی ہے۔

ہم مسلمانوں کو یاد دلاتے ہیں کہ اسلام میں جتنی اہمیت حقوق اللہ کی ہے اتنی ہی اہمیت حقوق العباد کی بھی ہے انہیں تمام انسانوں کے ساتھ انصاف، رحم اور حسن سلوک کی روش کو اپنانا ہے۔ انہیں حق و انصاف، رحم اور انسانیت و کردار کا حامل و علمبردار بننا ہے اور انہیں دین حق کی قولی و عملی شہادت اور اس کے اتباع و اقامت کا حق ادا کرنا ہے۔ یہی ایک راہ اللہ کی رضا جوئی، آخرت کی کامرانی اور دنیا میں عزت و سربلندی کی راہ ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ملک میں جمہوریت اور انسانی حقوق کی بحالی اور ملکی مسائل کے حل کے لیے ہندو مسلم اتحاد و اشتراک کی موجودہ فضا نہ صرف یہ کہ برقرار رہے گی بلکہ اس میں صحت مندانہ ارتقاء بھی ہو گا۔ ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ برسر اقتدار پارٹی اور حزب اختلاف کے مابین ملکی مسائل کے حل کے لیے تعاون و اشتراک کی فضا پیدا ہو گی۔ (امیر جماعت اسلامی ہند کا بیان شائع شدہ دعوت دہلی ۲۲ر مارچ ۱۹۷۷ء)

سچی جمہوریت کی بنیادیں :

جمہوریت دراصل نگرانی کی اور ہمہ وقت چوکس رہنے کی متقاضی ہے تاریخ میں جب بھی اس فرض سے غفلت برتی گئی ہے جمہوریت کی قدریں پامال کرکے رکھ دی گئی ہیں۔ اس لیے مجلس شوریٰ اہل ملک کو مبارک باد دینے کے ساتھ انہیں یہ یاد دلانا چاہتی ہے کہ ملک کی جمہوریت کو صحیح اور صحتمند خطوط پر قائم رکھنا سب کی ذمہ داری ہے وہ یہاں کے عوام سے بالعموم اور ساری ہی سیاسی پارٹیوں سے بالخصوص اپیل کرتی ہے کہ وطن عزیز جن پیچیدہ مسائل سے دوچار ہے انہیں حل کرنے میں زیادہ سے زیادہ اشتراک سے کام لیں اور صف آرائی کے بجائے تعمیری تعاون باہمی کی روش اختیار کریں۔

مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ حقیقی جمہوریت اسی وقت جڑ پکڑ سکتی ہے جب سماج کے افراد انانیت و خودپسندی سے اور فکر و فہم کے بارے میں اپنی اجارہ داری کے ان مہلک تصورات سے پاک ہوں جن میں خصوصیت سے اقتدار پانے کے بعد انسانی ذہن مبتلا ہوجاتا ہے جب لوگوں میں عجز و انکسار ہو جب یہ احساس ہو کہ دوسرے اشخاص کی طرح ہم بھی علم و فکر کے اعتبار سے ناقص ہیں اس لیے دوسرے انسانوں کے مشوروں اور ان کے تعاون کے محتاج ہیں۔ دوسرے انسانوں کے وہی حقوق ہیں جو ہمارے ہیں اور دوسرے انسانوں کی طرح ہم پر بھی فرائض عائد ہوتے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی دعوت کے دو بنیادی نکات، خدا کی بندگی اور اس کے سامنے جواب دہی اور وحدت آدم، جمہوریت کے لیے صحیح بنیادیں فراہم کرتے ہیں سب انسان خدا کے بندے ہیں اور سب کو خدا کا بندہ بن کر رہنا چاہیے۔ یہ عقیدہ انسان کو کبر و نخوت، انانیت و خودپرستی سے اور اپنے علم کامل و

بے خطا ہونے کے زعم سے محفوظ رکھتا ہے۔ بزرگی خدا کو زیبا ہے مقتدر اعلیٰ صرف وہ ہے علم کامل اور اس کی دانش بے خطا ہے اس کے سب بندے اس کے محتاج اور سب علم و فکر ناقص ہیں۔ اسی طرح وحدت آدم کا تصور انسانوں میں مساوات تعاون اور باہمی مشورے کو جنم دیتا ہے۔

مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ سیاسی زندگی میں جمہوریت کا قیام اسی وقت ممکن ہے جب سماجی زندگی میں عدل و مساوات اور معاشی زندگی میں باہم تعاون اور کفالت کے طریقے اختیار کیے جائیں۔ ظلم و نابراری تفریق و امتیازی سلوک، حریفانہ کش مکش اور استحصال پر مبنی سماج جس میں آبادی کا بڑا حصہ غربت، چھوت چھات، پس ماندگی اور جہالت کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ جمہوریت کے ڈھانچے کو اپنا بھی لے تو اس کی روح سے محروم رہے گا، خدا پرستی اور اس سے پیدا ہونے والے اخلاقی اقدار کے فروغ کے ذریعے ہی ہم ان جمہوریت دشمن بلاؤں سے نجات پا سکتے ہیں۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ مارچ ۷۷ء)

ہندوستانی سیکولرزم :

سیکولرزم کے سلسلے میں حسب ذیل قرار داد منظور کی گئی : -

"سیکولرزم کی اصطلاح مختلف معنی میں استعمال ہو رہی ہے۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں سائنس اور مذہبی طبقہ کے اختلافات اور ان کے تصادم میں اس اصطلاح کا ایک تاریخی پس منظر ہے جس میں نہ صرف مذہب بلکہ خدا کی مخالفت اس کی اصل روح تھی۔ ہرچند کہ اس وقت پادری طبقہ کا رویہ، جس کے ردعمل میں خلاف مذہب جذبات نے شدت اختیار کی، ایک بالکل غلط اور مذہب کی روح

کے خلاف رویہ تھا لیکن اس کے مقابلے میں لامذہبیت کا جو تخیل لایا گیا اس نے جو صدمہ اخلاقی اقدار اور انسانیت کے اعلیٰ جذبات کو پہنچایا وہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس کو ہر دیکھنے والی آنکھ مغرب کی موجودہ مادہ پرستانہ زندگی اور اس کے مہلک نتائج میں دیکھ سکتی ہے اس معنی میں جماعت سیکولرزم کی مخالف رہی ہے اور رہے گی۔ کیونکہ اجتماعی معاملات سے خدا اور اس کی ہدایت کو بے دخل کردینا اس کی اصل روح ہے اور یہی انسانی زندگی کی جملہ خرابیوں کی اصل جڑ ہے اور اسلام انسان کی انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی اجتماعی زندگی کے لیے ایک مکمل نظام حیات پیش کرتا ہے اور اس نظام کی افادیت عمل کی کسوٹی پر حق ثابت ہوچکی ہے جس کا ریکارڈ تاریخ عالم میں موجود ہے۔

لیکن اگر سیکولرزم کا یہ مطلب لیا جائے جیسا کہ بعض حلقوں کی طرف سے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حکومتی کاروبار میں کسی مذہبی فرقہ کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جائے اور اسی کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت یکساں برتاؤ ہو اور سب کو یکساں مواقع حاصل رہیں تو جماعت نے اس تخیل کی کبھی مخالفت نہیں کی ہے۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ جولائی ۶۱ء)

سیکولر جمہوری طرز حکومت :

"جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے جماعت کے خلاف بعض حلقوں کی طرف سے کیے جانے والے پروپیگنڈے کا جائزہ لیتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ ملک کے موجودہ سیکولر جمہوری طرز حکومت کے سلسلے میں جماعت کے موقف کے بارے میں رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اگرچہ یہ

پرو پگنڈہ بالکل بے بنیاد ہے لیکن مجلس شوریٰ مناسب سمجھتی ہے کہ اس ضمن میں جماعت کا موقف ایک بار پھر واضح کردیا جائے۔

ہندوستان اس معنی میں ایک سیکولر ریاست ہے کہ اس کا دستور مختلف مذاہب اور ان کے پیروؤں کے درمیان کوئی تفریق روا نہیں رکھتا۔ دستور ہند کی رو سے ہر فرد کو اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی عقیدہ و مسلک اختیار کرنے' اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کی یکساں آزادی ہے۔

جماعت اسلامی ہند انسانوں کو اسلام کی دعوت دینے والی جماعت ہے' اسے اس بات پر پورا بھروسا ہے کہ اگر دستور ہند کی مذکورہ بالا خصوصیات قائم رہیں اور باشندگان ملک کے سامنے ان کے پروردگار کی بھیجی ہوئی ہدایت اس طرح پیش کی جائے جیسا کہ اس کا حق ہے اور اسلام کی دعوت دینے والے اپنی سیرت و کردار سے بھی اسلام کا نمونہ پیش کریں تو یہاں جو لوگ مسلمان ہیں وہ سچے مسلمان بن کر اسلامی زندگی کا بڑے پیانے پر مظاہرہ کریں گے اور جن لوگوں نے اب تک حق کو نہیں پہچانا ہے وہ بھی اسے پہچان لیں گے اور اسے قبول کرکے خدا کے فرماں بردار بندے بن جائیں گے اور ان کی انفرادی و اجتماعی زندگی' معاشرت و طرز حکمرانی' سب کچھ ہدایت الٰہی کے مطابق منظم ہو سکیں گے۔

دستور ہند کی مذکورہ بالا خصوصیات ہندوستان میں دعوت اسلامی کے لیے مواقع فراہم کرتی ہیں اور یہی خصوصیات ایک ایسے ملک کے لیے موزوں ہیں جس کی غالب اکثریت کو اپنے پروردگار کی بھیجی ہوئی ہدایت کی پہچان حاصل نہ ہو۔ اس وجہ سے موجودہ صورت حال میں جماعت اسلامی ہند یہ چاہتی ہے کہ دوسرے کلیت پسندانہ اور فسطائی طرزہاے حکومت کے مقابلے میں ہندوستان کا مذکورہ بالا سیکولر جمہوری طرز حکومت برقرار رہے۔ ہم موجودہ طرز حکومت میں ہر اس

تبدیلی کے مخالف ہیں جو باشندگان ملک کی ان آزادیوں میں کسی طرح کی رکاوٹ ڈالے جو انہیں اپنی مرضی کے مطابق عقیدہ و مسلک اختیار کرنے' اس کی تبلیغ و اشاعت کرنے اور جمہوری طریقوں سے اس کے مطابق رائج نظام میں تبدیلی لانے کی کوشش میں حاصل ہیں۔

اس ضمن میں یہ واضح کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس مفہوم میں ہندوستان کو ایک سیکولر ریاست کہا جاتا ہے وہ سیکولرزم کا ایک محدود اور منفی تصور ہے جو سیکولرزم کے اس وسیع تر ایجابی مفہوم سے مختلف ہے جو دین کو نہ صرف یہ کہ اجتماعی زندگی سے بے دخل کردیتا ہے بلکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ نظام تعلیم اور نشرو اشاعت کے دوسرے وسائل کے ذریعے اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ایک ایک فرد کا ذہن اس تصور کے تحت تیار ہو اور وہ امور زندگی کے بارے میں اپنی رایوں اور عملی رویے کو دینی تعلیمات کی پابندی سے آزاد رکھے۔ اس سے آگے بڑھ کر روس اور دوسرے اشتراکی ملکوں میں سیکولرزم کا جارحانہ مفہوم اختیار کیا گیا ہے اور اسے صریح الحاد کا ہم معنی قرار دے کر مذہب کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا اور انسانی زندگی سے مذہب کے اثرات کو کھرچ کر پھینک دینا ریاستی پالیسی کا ایک اہم جزو بن گیا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کے نزدیک سیکولرزم کے یہ وسیع تر مفہومات جو انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی سے ہدایت الٰہی کی بے دخلی کے اور الحاد کے ہم معنی ہیں' اسلام کی عین ضد ہونے کے ساتھ ہندوستان کے باشندوں اور یہاں کی روحانی و اخلاقی اقدار کے لیے بھی اجنبی ہیں اور ہر وہ کوشش قابل مذمت و مخالفت ہے جو سیکولرزم کے اس مفہوم کو ہندوستان کی روحانی و اخلاقی قدروں اور اس ملک کے طرز حکمرانی پر اثرانداز کرنے کی کوشش کرے۔" (قرارداد مرکزی شوریٰ اگست ۱۹۷۰ء)

جماعت اسلامی ہند اصولی اور غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اس صورت حال پر بھی غور کیا جو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے گزشتہ اجلاس میں جماعت اسلامی ہند کو ایک نیم فوجی اور فرقہ پرست تنظیم قرار دے کر اس پر پابندی عائد کرنے کی تجویز منظور کیے جانے کے باعث پیدا ہو گئی ہے۔ اس صورت حال نے ایک طرف تو جماعت اسلامی سے واقفیت رکھنے والے لوگوں کو جن میں غیر مسلم اصحاب کی بھی کمی نہیں' حیرت اور رنج و افسوس میں مبتلا کردیا ہے' دوسری طرف اس نے ان لوگوں میں بھی اضطراب پیدا کردیا ہے' جو جماعت اسلامی سے اختلاف رکھتے ہیں' لیکن ساتھ ہی جمہوریت پر بھی یقین رکھتے ہیں' کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ محدود و سیاسی اغراض کی خاطر کیے جانے والے اقدامات سے حق و انصاف کے بنیادی تقاضوں اور جمہوری آزادیوں کا گلا گھونٹنے کا جو سلسلہ شروع ہو گا اس کا نتیجہ بہت دور رس ہو سکتا ہے۔

جماعت اسلامی ہند کا دستور اس کا لٹریچر اور اس کی پوری تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ وہ ایک اصولی اور غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے' وہ مذہب و ملت' رنگ و نسل اور زبان وغیرہ کے سارے امتیازات سے بلند ہو کر تمام باشندگان ملک کو ان اصول حق کی دعوت دیتی ہے جو سارے انسانوں کے پروردگار نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے بھیجے ہیں۔ یہی ابتدا سے اس کی دعوت کا مرکزی نکتہ اور اس کی تمام عملی سرگرمیوں کا محور رہا ہے۔ جماعت کی تیس سالہ تاریخ سے اس کے خلاف کوئی شہادت نہیں پیش کی جا سکتی۔ اس طرح جماعت اسلامی ہند نہ صرف اپنے دستور کی رو سے پرامن اور جمہوری طریقہ کار کی پابند

ہے بلکہ اپنی طویل تاریخ میں وہ ہمیشہ اسی طریقہ کار پر عمل پیرا رہی ہے اور اس نے کبھی بھی وہ طریقے اختیار نہیں کیے جو نیم فوجی یا فرقہ پرست تنظیموں کا شعار ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ کار اختیار کرنے اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنے کی ایک اہم وجہ جماعت اسلامی ہند کا یہ یقین و اعتماد ہے کہ خود اس کی کامیابی بھی اسی طریقے سے وابستہ ہے اور ملک کی فلاح و بہبود بھی اسی پر موقوف ہے۔

ملک کے دستور کی موجودگی میں اور مرکزی حکومت کی سیاسی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے یہ بات تو بعید از قیاس ہی معلوم ہوتی ہے کہ حکومت واقعی اس قسم کا کوئی اقدام کر ڈالے گی جس کا مشورہ حکمراں جماعت نے اسے دیا ہے لیکن اگر وہ بالفرض ایسا کوئی اقدام کر ہی بیٹھی تو ہمیں یقین ہے کہ اس کا یہ اقدام نہ ملک کی رائے عام کی تائید حاصل کر سکے گا نہ اسے سپریم کورٹ سے سند جواز مل سکے گی۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مذکورہ بالا تجویز نے جو صورت حال پیدا کر دی ہے اس کے پیش نظر جماعت اسلامی ہند کے **ارکان و متفقین** ہی پر نہیں بلکہ ان بیشمار لوگوں پر جو بعض جزوی اختلافات کے باوجود جماعت کے مقصد و طریقہ کار سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ اسے نیم فوجی یا فرقہ پرست پارٹی قرار دینا کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اہل ملک کے سامنے جماعت پر مذکورہ بالا اتہامات کا بے بنیاد ہونا واضح کریں اور اس پر پابندی عائد کرنے کی تجویز کی کھل کر مذمت کریں اور جہاں تک رفقاے جماعت کا تعلق ہے۔ ان حالات میں ان پر مزید یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس موقع پر جماعت کے بارے میں غلط فہمیوں کے ازالے کے ساتھ ساتھ جماعت کی دعوت' اس کے پروگرام اور سرگرمیوں سے تمام اہل ملک کو زیادہ سے زیادہ واقف کرانے کی کوشش کریں کہ الزامات کے دفعیہ کی یہی زیادہ موثر تدبیر ہے اور اگر خدا نہ خواستہ یہ نوبت

آہی جائے کہ حکومت وقت عدل و انصاف اور معقولیت کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے جماعت کے خلاف کوئی اقدام کرے تو اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا نہایت صبر و تحمل، حکمت دانشمندی اور عزم و ثبات کے ساتھ مقابلہ کریں۔
(قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ، جماعت اسلامی ہند ۱۹۷۰ء)

تشدد اور عسکریت پسندی :

جماعت اسلامی ہند نے ہمیشہ یہ اعلان کیا ہے کہ اس کا دین امن و سلامتی کا دین ہے۔ اس لیے اس کی تمام تر جدوجہد تعمیری اور پرامن ہوگی۔ وہ تمام انسانیت کے لیے یہ طریقہ ناپسند کرتی ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تشدد اختیار کریں اور اسی طرح معصوم افراد کا خون بہائیں۔ جمہوری ممالک میں تلقین اور تبلیغ کے ذریعہ رائے عامہ کو ہموار کرنا چاہیے۔ اس لیے اس نے ہر اہم موقع پر تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحان کے خلاف پرزور آواز اٹھائی ہے۔

ہمارے ملک میں تشدد کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ یہ رجحان صرف عوام کے اندر نہیں بلکہ حکومتوں کے اندر بھی پرورش پارہا ہے۔

تشدد کی ایک شکل وہ بھی ہے جو فرقہ وارانہ فسادات کے نام سے بدنام ہے۔ اس پورے مسئلہ پر جماعت نے متعدد مواقع پر نہایت جامع اور متوازن پیغام پیش کیا ہے۔

تشدد کی بڑھتی ہوئی لہروں کو روکیے :

ہمارا ملک اس وقت جس طرح ہنگاموں اور تشدد کی بڑھتی ہوئی لہروں کی گرفت میں آچکا ہے اس پر ہر محب وطن قدرتی طور پر بے چین ہے۔ مزید پریشانی

اس بات سے بھی ہے کہ کوئی تدبیر اس صورت حال کی اصلاح میں کامیاب نہیں ہو رہی ہے۔ جماعت اسلامی ہند کے نزدیک یہ ناکامی بالکل قدرتی اور منطقی ہے کیونکہ اصلاح حال کی یہ کوششیں اور تدبیریں بالکل سطحی قسم کی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مرض کے اسباب کی صحیح تشخیص کی جائے اور انہیں دور کیا جائے۔

ہمارے نزدیک یہ صورت حال اس فلسفہ حیات کا ایک فطری نتیجہ ہے جسے ہمارے ملکی معمار اور ارباب اقتدار یہاں رائج کر رہے ہیں۔ اس فلسفہ حیات نے ہماری قدیم اخلاقی قدروں کی جڑیں کھوکھلی کر کے رکھ دی ہیں اور رفتہ رفتہ ایک ایسا خود غرض سماج وجود میں آنے دیا ہے جس میں لوگوں کو صرف اپنے حقوق ہی یاد رہے ہیں اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا انہیں کوئی خیال آتا ہی نہیں۔ اس سلسلے میں ملک کی کوئی پارٹی بری الذمہ قرار نہیں دی جاسکتی۔ اس لیے اپنے دائرے میں ہر جماعت کو اس کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے ملک کے ارباب اقتدار کو اپنے اب تک کے طرز عمل کا پلٹ کر جائزہ لینا چاہیے اور اس بات کو بالخصوص شدت سے محسوس کرنا چاہیے کہ ماضی میں وہ ملک کے بعض کمزور طبقات کی جان و مال کی حفاظت میں جس بے توجہی اور سہل انکاری سے کام لیتے رہے ہیں اس کے بعد تشدد کا اس طرح ہر طرف پھیل جانا ایک فطری بات ہے۔ ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ ارباب اقتدار کم از کم اب سے گزشتہ کی تلافی کرنے پر آمادہ ہو جائیں، یہ خود آپ کی اور ملک کی خوش نصیبی ہوگی کیونکہ سب سے زیادہ موثر طاقت وہی ہیں۔

ہم ملک کی اپوزیشن پارٹیوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ براہ خدا آپ

اقتدار سے زیادہ اپنے سماج کے اور اپنے ملک کے مفاد پر نظر رکھیں۔ اقتدار پر قبضہ کرنے اور اس غرض سے برسر اقتدار جماعت پر حملہ کرنے میں ایسی تمام کارروائیوں سے احتراز کریں جو ملک و قوم کا رخ تخریب کی جانب موڑنے والا ہو ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی اس تجربے سے سبق لیں جو گزشتہ چوتھائی صدی تک بعض عناصر کو ڈھیل دینے کے نتیجے میں آج سب کے سامنے موجود ہے۔

ہم اس ملک کے نونہالوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ملک و قوم کا مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے بلکہ آپ خود ملک و قوم کا مستقبل ہیں۔ اگر آپ کے گرم خون سے پیدا ہونے والی حرکت کا رخ تعمیر کے بجائے تخریب کی جانب رہا اور اس وقت اپنے جذبات کو کسی ڈسپلن کا پابند نہ رکھا تو سوچیے کہ کل اس ملک کا اور خود آپ کا کیا حال ہوگا جب اس کا انتظام آپ کے ہاتھ میں آئے گا۔

ہم مسلم ملت کو بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ آپ کا خمیر جس ایمان و عقیدہ سے اٹھا ہے اس میں یہ صلاحیت ہے کہ ہمہ گیر بگاڑ کو ہمہ گیر سدھار سے بدل دے۔ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ اس ہمہ گیر بگاڑ کو دیکھ کر آپ کا دل منصبی ذمہ داریوں کے احساس سے لرز جائے اور آپ ایک مصلح کے مقام سے حالات کو دیکھیں اور ان کو سدھارنے کے لیے کمر ہمت کس لیں۔

ہم تمام متوسلین جماعت سے زور دے کر کہتے ہیں کہ وہ خدا سے کیے ہوئے اپنے عہد کو یاد کریں اور اپنے امن و صلاح کے پیغام کو ملک کے ایک ایک فرد تک پہنچانے کی کوشش میں دن رات ایک کردیں اور ایسی تڑپ کے ساتھ آگے بڑھیں جیسی تڑپ اس شخص کے اندر ہوتی ہے جس کے گھر میں آگ لگ رہی ہو۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ نومبر ۷۲ء)

تشدد کا ہمہ جہتی مفہوم اور اس کے سد باب کا طریقہ :

ملک کے حالات سے آپ بخوبی واقف ہیں لیکن جو چیز شوریٰ اور جماعت کے لیے برابر باعث تشویش رہی ہے وہ روز افزوں تشدد کا رجحان اور اس ضمن میں فسادات، لا اینڈ آرڈر کی خرابی اور اخلاقی زوال ہے۔ دوسری پارٹیاں بھی تشدد کی شکایت برابر کرتی رہی ہیں۔ بعض پارٹیوں کا خیال ہے کہ اس تشدد اور دیگر خرابیوں کی ذمہ دار صرف حکومت ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں جو سیاسی کھیل کھیلا جارہا ہے لوگ اس میں زیادہ دلچسپی لیا کرتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ تشدد کا ہمہ جہتی مفہوم لوگوں کے ذہن میں نہیں ہے۔ جب کہیں کسی فرد کو یا چند افراد کو قتل کردیا جاتا ہے یا آگ لگائی جاتی یا لوٹ مار کی جاتی ہے تو اس نوعیت کی چیزوں کو تشدد سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ تشدد VIOLENCE الفاظ اور عمل دونوں میں ہوتا ہے۔ الفاظ کا بیجا اور سخت استعمال اور اس کے نتیجے میں لوگ مشتعل ہو کر جو اعمال و افعال کر گزرتے ہیں سبھی کا نام تشدد ہے۔ اشتعال انگیز تقریریں، اور اس قسم کی دوسری چیزیں بھی تشدد ہی کی شکلیں ہوتی ہیں۔ دراصل تشدد کا ایک جامع مفہوم جو میرے خیال میں ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی شخص یا گروہ کے جان و مال اور آبرو کو نقصان پہنچے تو یہ سب تشدد میں شامل ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ دونوں طرح کے تشدد میں بہت سے لوگ شامل ہیں۔ عوام میں ہندو بھی مسلمان بھی، سیاستداں بھی طلبہ بھی اخبار نویس بھی، پولیس ملٹری اور ٹریڈ یونین بھی۔ غرض کہ ملک کا ہر طبقہ الاماشاء اللہ اس تشدد میں حصہ دار ہے۔ سیاستدانوں کے علاوہ حکومت بھی ہے، اسٹرائک بھی تشدد کی ایک قسم ہے۔ ابھی دہلی میں محکمہ آب رسانی والوں نے اسٹرائک کرکے نلوں کو توڑ ڈالا جس کے نتیجہ میں عوام پریشانی میں مبتلا ہوئے، اسی طرح پولیس والوں نے اسٹرائک کرکے

املاک کو نقصان پہنچایا۔ وہ تمام عناصر جو کمیونسٹ آئیڈیالوجی پر عمل کرتے ہیں وہ ملک کو نقصان پہنچاتے چلے آرہے ہیں اور حکومت کی بھی یہی پالیسی رہی ہے کہ جب تک لوگ اسٹرائک کرکے توڑ پھوڑ نہ کریں اور تشدد پر نہ اتر آئیں وہ ان کے معاملات کو طے نہیں کرتی۔ افواہیں پھیلتی ہیں مگر حکومت بروقت اس کی تردید اور روک تھام نہیں کرتی۔ تشدد پر آمادہ یہ ذہنیت ملک کو خودکشی کی طرف لے جانے والی ہے۔ کہیں ہریجنوں پر مظالم ہوتے ہیں کہیں ہندو مسلم فساد ہوتا ہے۔

ہندوؤں میں ایک خاص گروپ ہے جو ایسی جارحیت کا قائل ہے اور جو ایک مخصوص کلچر کو دوسروں پر تھوپنا چاہتا ہے' وہ اپنے کارکنوں کو لاٹھی اور بلم کی تربیت دیتا ہے اور بعض مقامات پر تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے کارکنوں نے فسادات میں حصہ لیا ہے۔ مسلمانوں کو ہم ایسا نہیں سمجھتے کیونکہ بحیثیت ملت وہ ایک مصلح اور امن پسند گروہ ہے۔ لیکن اس میں سب ایسے نہیں ہیں جب تک ہر کمیونٹی کی ذہنیت بدلنے کی کوشش نہ کی جائے اور جب تک ان میں صالح ذہنیت نہ پیدا کی جائے تشدد رک نہیں سکتا۔

بحمد اللہ جماعت اسلامی ہی ایک ایسی جماعت ہے جو اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ لوگوں میں خدا کا خوف پیدا ہو' آخرت کی جوابدہی کا احساس ابھرے اور لوگوں میں اخلاقی اقدار پروان چڑھیں۔ اس وقت ملک میں جو سیاسی چالبازیاں ہورہی ہیں' جن کا اس ہفتہ بڑا چرچا ہورہا ہے یہ سب اس بات کی متقاضی ہیں کہ جماعت ہر سطح پر' ہر گروپ میں اور ہر موقع پر اسلام کی دعوت کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرے تاکہ ہندوستانی معاشرے سے یہ خرابیاں دور ہوں۔

دراصل جو جماعت ملک میں صالح نظام لانا چاہتی ہے اور اقامت دین کی جدوجہد کا نام لیتی ہے اس کو ایک طرف تو تقوی کے اس معیار پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا ذکر کتاب و سنت میں کیا گیا ہے اور دوسری طرف دنیا کے معاملات کو سمجھنے اور ان سے نمٹنے اور اپنے نظم کو ٹھیک طور سے چلانے اور ملک و ملت کو اخلاقی بلندی پر پہنچانے کے سلسلے میں ضروری اور مفید کارروائی کی طرف راغب ہونا چاہیے۔ اصحاب کرامؓ تقوی کے بلند ترین مقام پر پہنچے ہوئے تھے اور دنیا کے معاملات کو چلانے میں بھی وہ بہت PROGRESSIVE اور (UP-TODATE تھے۔

میری خواہش ہے کہ آپ حضرات تشدد کو روکنے کے سلسلے میں (تشدد جامع معنی میں) اور جو خرابیاں انسانوں میں پیدا ہو گئی ہیں اور اخلاقی زوال بڑھتا جا رہا ہے ان سب کے سلسلے میں اپنی پالیسی اور پروگرام کے حدود میں رہتے ہوئے ایسی قابل عمل باتیں سوچیں کہ ہم اپنی افرادی قوت اور محدود ذرائع و وسائل کے ساتھ اقامت دین کی جدوجہد میں بیش از بیش حصہ لے سکیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور آپ بھی اس دعا میں شریک ہوں کہ یہ دو چار دن جو ہم شوریٰ کی کارروائیوں میں لگائیں اس میں خدا ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اپنی زبان سے تشدد کا کوئی لفظ نکالے بغیر **وقولو اللناس حسنا** پر عمل کرتے ہوئے بات کریں۔ (افتتاحی خطاب امیر جماعت اسلامی ہند برائے مرکزی مجلس شوریٰ جولائی ۹۷ء)

مسئلہ کشمیر سے متعلق جماعت اسلامی ہند کا موقف

اسلام آباد کانفرنس میں ہندوستانی شرکاء کا اختلافی نوٹ :

نئی دہلی : اسلامی کونسل لندن کے زیر اہتمام "اسلام اور عصر حاضر" کے عنوان سے ۱۰ر تا ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۳ء کو منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں افغانستان، فلسطین اور فلپائن وغیرہ کے ساتھ کشمیر کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ ہندوستان کے شرکاء کا مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں موقف یہ تھا کہ شملہ معاہدہ کی موجودگی میں اسے یہاں زیر بحث لانا نامناسب ہوگا، چنانچہ شرکاء کانفرنس نے اپنے ایک مشترکہ اختلافی نوٹ میں اپنے اس موقف کی اس درخواست کے ساتھ وضاحت کردی کہ اسے روداد میں درج کرلیا جائے۔ اختلافی نوٹ کا متن اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱ر دسمبر ۱۹۸۳
اسلام آباد

مکرمی جناب چیئرمین صاحب! السلام علیکم ورحمتہ اللہ!!

ہم ہندوستان کے شرکائے کانفرنس افغانستان، فلسطین اور فلپائن کے مسلمانوں کی اس جدوجہد کی پوری تائید و حمایت کرتے ہیں جو وہ کرتے آئے ہیں اور جو وہ اپنی آزادی اور اپنے جائز حقوق کے حصول کے لیے کر رہے ہیں۔ نیز ہم دنیا کے ہر خطہ کے ان تمام لوگوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں جو ظلم و زیادتی کے شکار ہیں۔ خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، البتہ جہاں تک مسئلہ کشمیر کو اس کانفرنس میں زیر بحث لانے کا تعلق ہے ہمارا خیال ہے کہ شملہ معاہدہ کی موجودگی میں اس طرح کے فورموں میں اس مسئلہ کو زیر بحث لانا مناسب نہ ہوگا بلکہ اندیشہ ہے کہ یہ بات اس معاہدہ کے روبہ عمل آنے میں رکاوٹ کا موجب ہوگی۔

اگر شرکاء کانفرنس ہمارے اس خیال سے اتفاق نہ کر سکیں تو براہ کرم ہمارا یہ اختلافی نوٹ کارروائی میں درج کرلیا جائے۔

والسلام

ابواللیث (امیر جماعت اسلامی ہند)
محفوظ الرحمٰن (ایڈیٹر دعوت، دہلی)
امین الحسن رضوی (ایڈیٹر ریڈینس، دہلی)
(سہ روزہ دعوت دہلی - ۲۲ر دسمبر ۱۹۸۳ء)

مسئلہ کشمیر پر قرارداد :

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس کشمیر کی صورت حال پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور انتظامیہ کی طرف سے ظلم وزیادتی کے جو مسلسل اقدامات ہورہے ہیں انہیں کشمیر اور پورے ملک کے مفادات کے خلاف سمجھتا ہے وادی میں کرفیو کا نفاذ اور گھر گھر کی تلاشی کی صورت میں خواتین تک پر جو زیادتی اور ان کے ساتھ نارو اسلوک ہورہا ہے اس سے کشمیر کا مسئلہ حد درجہ سنگین ہوگیا ہے۔ میرواعظ مولوی فاروق کا قتل اور ان کی میت کے جلوس پر اندھا دھند فائرنگ سے متعدد افراد کی ہلاکت نے صورت حال کو انتہائی قابل مذمت' افسوسناک اور نہایت تشویشناک بنادیا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ انتظامیہ کے سخت عاقبت نااندیشانہ اقدامات اور گورنر کی سخت گیری کو بلا تاخیر بند کرایا جائے اور ریاست کے گورنر جگموہن کو وہاں سے ہٹایا جائے کشمیر جیسی پیچیدہ اور بگڑی صورت حال میں فضا کو معمول پر لانے پرامن گفت و شنید کا ماحول پیدا کرنے اور مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ کسی سنجیدہ اور حکمت و تدبر سے کام لینے والے ذمہ دار فرد کے سپرد وہاں کا نظم کیا جائے پھر یہ بھی ضروری ہے کہ عوام پر اثرات رکھنے والے سنجیدہ اور دانشمند رہنماؤں کو جیل سے رہا کرکے گفت و شنید کا ماحول پیدا کیا جائے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس یہ بھی ضروری خیال کرتا ہے کہ پہلے قدم کے طور پر دینی مدرسوں پر سے پابندی ہٹا کر انہیں کھولنے اور بچوں کو سکون کی فضا میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ دختران ملت اور اس جیسی پرامن تنظیموں پر سے پابندی اٹھائی جائے اور حالات کو معمول پر لایا جائے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس بات پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتا ہے کہ حالات کی تمام ترسنگینی اور پیچیدگی کے باوجود اہل کشمیر نے ریاست کی فضا کو فرقہ وارایت کے زہر سے مسموم نہیں ہونے دیا اور اس معاملے میں بعض عناصر کا بے بنیاد فرقہ پرستانہ پروپیگنڈہ ناکام ہو کر رہ گیا۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس کشمیری عوام سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ صبروتحمل سے کام لیں اور حالات کو معمول پر لانے میں تعاون کریں۔ پرامن فضا میں اپنا موقف واضح کر کے مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں اور اللہ پر بھروسا رکھیں۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ مئی ۱۹۹۰ء)

صحافتی بیان :

جماعت اسلامی ہند کے قائم مقام امیر جماعت جناب محمد شفیع مونس صاحب نے جے۔ کے۔ ایل۔ ایف کی جانب سے کشمیر کی حقیقی کنٹرول لائن کو پار کرنے کے اعلان کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اخباری بیان میں فرمایا کہ اس اعلان پر دونوں ملکوں میں بجا طور پر تشویش پیدا ہو گئی تھی اور اس اندیشہ کا اظہار ہونے لگا تھا کہ دونوں حکومتوں کے درمیان متعلقہ مسائل کے سلسلہ میں پرامن گفت و شنید کا سلسلہ جاری رکھنے کا جو رجحان پیدا ہوا ہے اسے نقصان پہنچے گا۔ لیکن حکومت پاکستان کی جانب سے اس پروگرام کو روک دینے کا جو فیصلہ ہوا اور عملاً جو کارروائی کی جارہی ہے اس کے پیش نظر جناب محمد شفیع مونس صاحب نے توقع ظاہر کی کہ حکومت پاکستان اس پروگرام کو روک دینے میں کامیاب ہو جائے گی اور ساتھ ہی موصوف نے اس تاثر کا بھی اظہار کیا کہ یہ چیز دونوں ملکوں کے عوام کے لیے اطمینان کا باعث ہوگی۔

اپنے بیان کے آخر میں دونوں ملکوں کی حکومتوں سے جناب مولانا محمد شفیع مونس نے مخلصانہ اپیل کی ہے کہ وہ اپنے برادرانہ ہم سائیگی کے رشتہ کو پوری اہمیت دیں اور توقع ظاہر کی ہے کہ متعلقہ مسائل کے حل کے سلسلہ میں موثر انداز میں پرامن گفت و شنید کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

شعبہ نشر و اشاعت

جماعت اسلامی ہند

(دہلی : ۱۰ فروری ۱۹۹۲ء)

مسئلہ کشمیر :

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کشمیر کے موجودہ حالات کو تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے اور اپنے اس موقف کا اعادہ کرتی ہے کہ حکومت اس مسئلے کو سیاسی اور انتظامی سطح پر حل کرنے کے لیے مناسب اور موثر تدابیر فوری طور پر اختیار کرے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس حقیقت کو یاد دلانا چاہتا ہے کہ کشمیری عوام اپنے ہیں اور جس طرح ملک کے دوسرے خطے میں عوامی اضطراب کے ازالے کے لیے فراخ دلانہ اور انصاف پسندانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے اسی طرح کشمیری عوام کے جذبات اور ان کے جمہوری حقوق کا لحاظ کیا جائے اور ایسی جامع پالیسی اختیار کی جائے جس سے ان کی آزوؤں اور تمناؤں کا لحاظ کیا جاسکے۔ سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ ایسے طریقے نہ اختیار کیے جائیں جو غیر علاقوں میں کیے جاتے ہیں۔ بے گناہ اور خیر پسند عوام کو ہراساں نہ کیا جائے اور ان کو ملک کا ذمہ دار شہری بننے میں مدد دی جائے۔

مجلس شوریٰ اپنے اس موقف کا بھی اظہار کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ انسانی جان و مال کا احترام اور جمہوری حقوق کی پاسداری جہاں حکومت ' اس کی فوج اور پولیس پر لازم ہے وہیں ان تنظیموں اور افراد پر بھی واجب ہے جو کشمیر میں اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں جہاں فوجی اور نیم فوجی ایجنسیوں سے نازیبا واقعات کا صدور ہوا ہے وہیں یہ غلطی بعض تنظیموں اور افراد نے بھی کی ہے۔ ایک جمہوری ملک میں' جمہوری اور پرامن طریقے سے اپنے حقوق کی جدوجہد جائز اور مستحسن ہے اور ہندوستان کا دستور اس کا حق بھی دیتا ہے لیکن ہتھیار کا استعمال کسی مسئلے کا قابل اطمینان حل نہیں ہے بلکہ اس سے مزید پیچیدگی پیدا ہوتی ہے۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ اپریل ۱۹۹۴ء)

فرقہ پرستی اور فرقہ وارانہ فسادات

(ا) فرقہ وارانہ منافرت دھرم کی امیج بگاڑتی ہے :

فرقہ واریت کے مضر اثرات یوں تو اس ملک میں بہت پہلے سے موجود رہے ہیں آزادی کے بعد اس میں شدت بھی آئی ہے، لیکن گزشتہ عشرہ میں یہ چیز جس رنگ میں ابھری ہے اس نے کھلم کھلا جارحانہ فرقہ پرستی کی صورت اختیار کرلی ہے۔ بعض عاقبت نااندیش عناصر کی طرف سے اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو ہر طرح کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر ان کے دینی و تہذیبی تشخص کو ختم کرنے کی منظم کوشش کی جارہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ اس صورت حال کو نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اسے نہ صرف مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں بلکہ پورے ملک اور اہل ملک کے حق میں خطرناک اور تباہ کن سمجھتی ہے۔ مجلس شوریٰ، ہندو دھرم کے حقیقی نمائندوں، دھرم کا گیان رکھنے والے دانشوروں اور سادہ دل ہندو بھائیوں سے اپیل کرتی ہے کہ اس سنگین صورت حال پر وہ خود سنجیدگی سے غور کرکے دیکھیں کہ اس سے ملک کے اندر اور باہر ہندو دھرم کی کیا تصویر بن کر ابھر رہی ہے اور دھرم کے نام پر اور اس کے بارے میں لوگوں کو کس طرح کی رائے قائم کرنے کا موقع مل رہا ہے؟۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے جماعت اسلامی ہند انہیں ان کے ایک اصولی امت ہونے کی حیثیت پھر یاد دلاتی ہے، اس ملک میں انہیں نہ صرف یہ کہ اپنے دینی و تہذیبی تشخص کے ساتھ باعزت طریقے سے زندہ رہنا ہے بلکہ اپنی منصبی ذمہ داری کے پورے احساس کے ساتھ خدائی پیغام بھی بندگان خدا تک

پہنچاتا ہے۔

جماعت کی مجلس شوریٰ اس حقیقت واقعی کو بھی ان کے ذہن نشین کرنا چاہتی ہے کہ اس ملت کے لیے مصائب اور مشکلات کوئی نئی چیز نہیں ہیں تاریخ گواہ ہے کہ اس کا جذبہ فرض شناسی جب بھی بیدار ہوا ہے وہ ہر بحران اور ہر مصیبت سے سرخرو ہوکر ابھری ہے۔ لہٰذا یہ ایک یقینی بات ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا ملی شعور بیدار ہوگا وہ اپنی ایمانی قوت صبرو استقلال اور مومنانہ فراست سے ناسازگار حالات کا بھی مقابلہ کریں گے اور وہ برادرانہ خیرسگالی' امن وامان کی بحالی و برقراری اور ملک و سماج کی بھلائی اور استحکام کا ذریعہ ثابت ہوں گے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ آئین و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے کریں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ ملک کے تمام دور اندیش اور بہی خواہ قوتوں اور اہل علم و دانش سے بھی پرزور اپیل کرتی ہے کہ فرقہ پرستی کی اس سنگین صورت حال کا فوری نوٹس لیں۔ اسے محض فرقہ وارانہ کشمکش کے طور پر نہ دیکھیں بلکہ گہرائی سے جائزہ لیں کہ آج جو لوگ دھرم کے نام پر نہایت ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب کررہے ہیں وہ دراصل کون لوگ ہیں' ان کے مقاصد کیا ہیں اور یہ کہ ان کی یہ خطرناک مہم بالاخر ملک کو کن مہلک اور تباہ کن نتائج سے دوچار کرسکتی ہے۔ (قرارداد مرکز مجلس شوریٰ ۱۹۹۱ء)

جمشید پور کا فساد :

جمشید پور کا حالیہ فساد اب تک کی موصولہ سرکاری و غیر سرکاری اطلاعات کے مطابق ہندوستان کے عظیم فسادات میں سے ایک ہے۔ اس فساد میں سینکڑوں

افراد کے ہلاک و زخمی ہونے کی اور تقریباً پچاس ہزار افراد کے بے گھر اور تہی دست ہونے کی خبریں ملی ہیں اور نہ جانے کتنی دکانیں اور مکانات تباہ و برباد کردیے گئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ریاستی پولیس اور انتظامیہ نے فساد میں خود بھی حصہ لیا اور فسادیوں کی مدد کی اور صورت حال صرف اس وقت بہتر ہونا شروع ہوئی جب فوج اور بی ایس ایف نے پہنچ کر حالات پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کے نزدیک یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہے۔ جب فساد میں مذہب' اخلاق اور انسانیت کی تمام قدروں کو پیروں سے روند ڈالیں' جب سیاسی اور فرقہ پرست پارٹیاں اقلیتوں اور کمزروں کو ختم کرنے کے منظم منصوبے بنالیں' جب فسادات میں مہلک اسلحہ اور بموں کا بے دریغ استعمال ہو۔ جب امن مان کے محافظ نہ صرف یہ کہ تماشائی بنے رہیں بلکہ لوٹ مار اور قتل و غارت گری میں خود بھی ملوث ہوجائیں تو ملک میں جان و مال اور آبرو کے تحفظ اور امن و امان کے برقرار رہنے کا کیا سوال باقی رہ جاتا ہے۔ افسوس کہ فسادات کے سلسلے میں کانگریس دور حکومت میں جو دردناک صورت حال تھی اور پولیس اور انتظامیہ کا جو شرمناک رویہ تھا جنتا کے دور حکومت میں بھی وہی سب کچھ ہورہا ہے اور جنتا پارٹی اور جنتا گورنمنٹ کے ذمہ دار صورت حال کو بدلنے اور حالات پر قابو پانے کے بجائے ایک دوسرے پر اس کی ذمہ داری ڈال رہے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ فساد پورے ملک کے لیے کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اس طرح کی حرکات سے صرف اقلیتیں ہی تباہ نہیں ہوں گی ملک کی امن و امان کی صورت حال تباہ ہوگی۔ انسانیت اخلاق اور مذہب

کا خون ہوگا۔ ملک کے مختلف طبقات اور فرقوں میں ٹکراؤ بڑھے گا اور پورے ملک کی شدید بدنامی ہوگی اور ملک کا استحکام خطرے میں پڑ جائے گا۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند قوم و ملک کے تمام بہی خواہان انسانیت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ صورت حال کو بدلنے اور فسادات کو ملکی زندگی سے کالعدم کرنے کے لیے میدان عمل میں آئیں۔ تباہ حال لوگوں کی باز آباد کاری کے لیے آگے بڑھیں اور نقصانات کی تلافی کریں اور فساد زدہ علاقے میں امن و امان بحال کرنے کے ساتھ ساتھ باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند ریاستی اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ فساد زدگان کے عظیم نقصانات کی پوری پوری تلافی کی جائے اور مجرمین کو کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ اپریل ۷۹ء)

فرقہ وارانہ فسادات پر عمومی تبصرہ

پہلی بات وہ حالات ہیں جن کے اندر یہ (اجلاس) منعقد ہو رہا ہے۔ آپ سب حضرات اس سے واقف ہیں کہ پچھلے دنوں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں نہایت سخت اور ہولناک فسادات ہوئے ہیں جن میں مسلمانوں کو عظیم جانی و مالی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ اس صورت حال کا یہ اولین تقاضا ہے کہ اس موقع پر ہم اپنے تباہ حال اور مظلوم بھائیوں کو مدد پہنچانے کے لیے آگے بڑھیں۔ چنانچہ بہت پہلے جماعت کی طرف سے ریلیف کا کام شروع کیا جا چکا ہے اور ہمارے بس میں جو کچھ ہے اس کے مطابق یہ خدمت انجام دی جا رہی ہے لیکن اس وقت مسئلہ صرف ریلیف پہنچانے ہی کا نہیں ہے بلکہ اس سے اہم اور مشکل مسئلہ یہ ہے کہ ان فسادات نے ہندوستان کے عام مسلمانوں اور بالخصوص فساد زدہ علاقوں کے

مسلمانوں کے دماغ پر جو اثرات ڈالے ہیں ان کا کس طرح ازالہ کیا جائے۔ مسلمان عام طور سے خوف و ہراس میں مبتلا ہیں اور مستقبل کی طرف سے وہ کچھ مایوس ہوتے جارہے ہیں۔ اگر جلد ان کو ان کیفیات سے نجات نہ دلائی گئی تو اس کا نتیجہ ناگزیر طور سے چند شکلوں میں نمودار ہوگا۔ بہت سے لوگ ہندوستان چھوڑ کر کہیں اور جانے کی فکر میں لگ جائیں گے۔ چنانچہ لوگ پاکستان جا بھی رہے ہیں، کچھ لوگ جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے کہیں جا نہیں جاسکتے ہیں اور دین سے ان کا لگاؤ بھی برائے نام ہی ہے وہ حالات کی شدت سے گھبرا کر خدانخواستہ کفرو ارتداد کی راہ اختیار کرنے پر آمادہ ہوسکتے ہیں یا ان پریاس و اضمحلال کی ایسی کیفیت طاری ہوسکتی ہے کہ آئندہ وہ کچھ سوچنے اور کرنے کے قابل ہی نہ رہ جائیں۔ یہ صورت حال حد درجہ تشویش انگیز ہے جس پر ہمیں خود بھی سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی طرف ہمیں ملت کے دوسرے دردمندوں کو بھی متوجہ کرنا چاہیے۔ اور مل جل کر اس کا کوئی حل یا مداوا تلاش کرنا چاہیے۔ انسانیت ' اخوت اسلامی دینی اور دعوتی مصالح غرض گوناگوں پہلوؤں سے یہ ایک نہایت ضروری کام ہے۔

اس صورت حال کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ فسادات بجائے خود کوئی مرض نہیں ہیں بلکہ ان امراض کی علامات ہیں جو پورے ملک کے جسم میں، جس کا ایک حصہ مسلمان بھی ہیں سرایت کیے ہوئے ہیں اس لیے جب تک وہ امراض دور نہ ہوں ہم یہ توقع نہیں کرسکتے کہ ان فسادات کا ملک سے خاتمہ ہوسکتا ہے ' بنابریں ہمیں تباہ حال مسلمانوں کو صرف ریلیف پہنچانے یا ان کے موجودہ خوف و ہراس اور مستقبل کی طرف سے ان کی مایوسی یا بے اعتمادی کو دور کرنے کے لیے کچھ وقتی تجویزیں طے کرلینے ہی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان امراض کے

ازالے کے لیے نہ صرف مسلمانوں بلکہ ان غیر مسلموں کے اشتراک و تعاون سے بھی جن کو اس مقصد سے دلچسپی ہو سکتی ہے' ان کا کوئی مستقل حل اور مداوا سوچنا چاہیے اور اس ضمن میں اب تک ہم نے خود جو کچھ سوچا ہے اور طے کیا ہے اس کو زیادہ مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ روبہ عمل لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔
(اقتباس از افتتاحی خطاب امیر جماعت برائے اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ مئی ۶۴ء)

فرقہ واریت اور ذات پات :

۱۹۸۹ء کے اواخر میں سیاسی صف بندی کا جو عمل شروع ہوا تھا وہ دو عام انتخابات کے باوجود جاری ہے۔ آزاد جمہوری مملکتوں میں سیاسی اتار چڑھاؤ اور حصول اقتدار کی کوششیں کوئی غیر متوقع چیزیں نہیں ہوا کرتیں لیکن افسوس کہ بعض سیاسی عناصر نے اس مقصد کے حصول کے لیے جو طریقے اختیار کر رکھے ہیں وہ نہ تو مناسب ہیں' نہ ملک اور سماج کے لیے مفید۔ یہ ان عناصر کی وہ ناپسندیدہ حکمت عملی ہے جو فرقہ وارانہ اور ذات پات کے جھگڑوں کا ایک سبب بنی ہوئی ہے۔ اور مزید بدقسمتی یہ ہے کہ مذہب کو درمیان میں لاکر لوگوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے جو خود مذہب کی رسوائی کا سبب بن رہا ہے۔ کچھ عاقبت نااندیش عناصر اور تنظیمیں تو اس معاملے میں بالکل ہی کھل کر سامنے آگئی ہیں۔ شوریٰ کا یہ اجلاس اس صورت حال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے اس احساس کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ ان رجحانات کو روکنے کی مخلصانہ' موثر و نتیجہ خیز کوشش نہ کی گئی تو اس کے نتائج بد سے ملک اور باشندگان ملک محفوظ نہ رہ سکیں گے۔

فرقہ وارانہ منافرت کی طرح ریزرویشن کا مسئلہ بھی ایک بڑے چیلنج کی شکل میں ملک کے سامنے آچکا ہے۔ یہ حق و انصاف کی بات بھی ہے اور ملک کے

اہم مفادات بھی اس سے وابستہ ہیں کہ سماجی' نابرابری مکمل طور پر ختم ہو اور معاشی پسماندگی اور غریبی کے سنگین مسئلے کو ٹھیک طور پر سمجھا جائے اور لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کی فراہمی کا اہتمام کیا جائے۔ لیکن یہ سب کچھ اس احتیاط کے ساتھ ہونا چاہیے کہ طبقاتی کشمکش کی نوبت ہرگز نہ آنے پائے چنانچہ شوریٰ کا یہ اجلاس تمام سیاسی پارٹیوں اور طلباء سے بجا طور پر توقع کرتا ہے کہ وہ اس مسئلہ کو سوسائٹی کے مختلف فرقوں' ذاتوں اور طبقوں کے درمیان نفرت و عداوت کی بنیاد نہ بننے دیں گے۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

فرقہ وارانہ جارحیت اور بابری مسجد :

فرقہ وارانہ جارحیت اور فاشزم کا ایک اہم اور تاریخی مظہر ۶ ردسمبر ۹۲ء کو بابری مسجد کا انہدام تھا۔ اس مسئلہ سے متعلق جماعت اسلامی ہند نے انتہائی غم اور دکھ کے باوجود اپنے ردعمل میں جس توازن اور اعتدال کا اظہار کیا ہے وہ اپنی آپ مثال ہے مندرجہ ذیل شواہد قابل غور ہیں۔

بابری مسجد :

بابری مسجد کے قضیہ کو لے کر تہذیبی جارحیت پسند عناصر اور پارٹیاں ملک میں فرقہ وارانہ صف آرائی کی جو فضا بنا رہی ہیں۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ حکومت اور ملک کے تمام انصاف پسند اور امن دوست لوگوں سے اپیل کرتا ہے کہ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی اس مفسدانہ منصوبہ بند کوشش کو ناکام بنانے کے لیے آگے بڑھیں اور اب جب کہ افہام و تفہیم کی تمام کوششیں عملاً" ناکام ہو چکی ہیں تو بظاہر ایک ہی راستہ کھلا

نظر آتا ہے کہ عدالت کے ذریعہ اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ اس معاملہ کو نہ مزید الجھایا جائے اور نہ اس میں مزید تاخیر کی جائے علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت ان عناصر کی ناروا جارحانہ کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دے جو اپنے طور پر رام جنم بھومی مندر کی تعمیر نو کے لیے باقاعدہ ایک پروگرام کا اعلان کر رہے ہیں اور اس کے لیے گاؤں گاؤں سے رام شیلائیں اکٹھا کرنے کے پروگرام کو عملی روپ دینے جا رہے ہیں۔ یہ پروگرام ظاہر ہے کہ فرقہ وارانہ منافرت میں اضافہ ہی کا سبب بن سکتا ہے۔
حکومت کو ان لوگوں کے رویہ پر بھی نظر رکھنی چاہیے جو یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی عدالتی فیصلہ کو نہیں مانیں گے۔ یہ لوگ قانون کی حکمرانی کو چیلنج کر رہے ہیں اور عملاً" جنگل کے قانون کو واپس لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ رجحان اور یہ رویہ کسی بھی مہذب سماج کے لیے نہ کبھی مناسب تھا اور نہ آئندہ مناسب ہو سکتا ہے ملک اور سماج کے وسیع تر مفاد میں بہر طور اس کی موثر حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔

مجلس شوریٰ ان نام نہاد افراد اور تنظیموں کی مذمت کرتی ہے جو ایک سازش کے تحت وقتاً" فوقتاً" مسلمانوں کا خود ساختہ نمائندہ بن کر مسلمانوں کو مسجد سے دستبردار ہونے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں' حالانکہ جن افراد اور تنظیموں کو وہ آلہ کار بناتے ہیں ان کا مسلم سماج میں کوئی مقام نہیں ہے۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ مئی ۸۹ء)

بابری مسجد کا مسئلہ :

بابری مسجد کے مسئلہ نے نہ صرف پورے ہندوستانی مسلم سماج کو قلبی

اضطراب پریشانیوں اور نوع بنوع اندیشوں کے گھیرے میں لے لیا ہے بلکہ گذشتہ ایک سال سے اسنے جو نیا موڑ لیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ تہذیبی جارحیت کے علمبردار' اپنے مذموم مقاصد فرقہ وارانہ منافرت کی خلیج کو وسیع کرکے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان طاقتوں کا یہ رویہ جمہوری نظام اور قانون کی حکمرانی کے لیے چیلنج بنتا جارہا ہے۔ زور و زبردستی سے کسی چیز پر قبضہ کرلینا اور کسی کو اس کے قانونی حق سے محروم کردینا یہ جنگل کا قانون ہے مہذب انسانی دنیا کا نہیں۔ مہذب دنیا نے اسے تسلیم کرنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے لیکن اس کے باوجود تہذیبی جارحیت پسند طاقتیں اس مسجد کو بہانہ بناکر مسلم اقلیت کے خلاف منافرت کے جذبات کو شعلہ فشاں بنانے کی کوشش میں رات دن لگی ہوئی ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تاریخ کی صورت بھی مسخ کی جارہی ہے اس طرح جو ماحول بن رہا ہے وہ شہری امن و امان کے پیش نظر بھی خطرناک ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند جہاں اس بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشیدگی پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے وہیں ملک و ملت کے بہی خواہوں اور خیرپسندوں سے یہ امید بھی کرتی ہے کہ وہ آگے آئیں اور اس کشیدگی کے ماحول کو امن و امان اور سلامتی کے ماحول سے بدلنے کی بھرپور کوشش کریں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ امن و سلامتی کے ماحول میں افہام و تفہیم یا آئینی و قانونی راہ اپناکر اختلافی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ امن و سلامتی کا یہ ماحول ملک کی مادی ترقی اور باشندوں کی روحانی و اخلاقی بلندی کے لیے بھی ایک ناگزیر شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس موقع پر مجلس شوریٰ افسوس کے ساتھ اپنے اس احساس کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں حکومت نے ابتدا ہی سے شعوری یا غیر شعوری طور پر جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے فرقہ پرست عناصر کی

حوصلہ افزائی ہوئی۔ بابری مسجد کا یہ قضیہ تقریباً ۳۸ر سال سے عدالت میں زیر سماعت ہے لیکن ملکیت کے فیصلہ سے پہلے ہی ڈسٹرکٹ کورٹ کے ذریعہ جب مسجد کا تالہ کھولا گیا تو نشرو اشاعت کے تمام ذرائع سے لوگوں کو یہی اطلاع دی گئی کہ رام جنم بھومی کا تالہ کھول دیا گیا۔ اس طرح ملکی اور غیر ملکی رائے عامہ کو غلط تاثر دیا گیا۔ اس سے بہرحال تہذیبی جارحیت پسند عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

مجلس شوریٰ حکومت سے یہ امید کرتی ہے کہ وہ اپنے سیکولر کردار کے پیش نظر اس طرح کے معاملات میں کوئی ایسا رویہ نہیں اپنائے گی جس سے کسی مذہبی اکائی کے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ اسے اس کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جارہا ہے۔ اسی کے ساتھ وہ حکومت سے یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ وہ عبادت گاہوں اور مذہبی مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے ایک مرکزی قانون بنا کر اس بات کو یقینی بنادے کہ ملک کی آزادی کے وقت عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کی جو حیثیت رہی ہے اسے برقرار رکھا جائے گا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے تمام باشندوں سے عام طور پر اور مسلمانوں سے خاص طور پر یہ گذارش کرتا ہے کہ تہذیبی جارحیت پسند عناصر نے ملک میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے لیے جو جال پھیلایا ہے اس سے ہوشیار رہیں۔ اس لیے کہ اس سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں وہی اصل مسئلہ بن جاتے ہیں اور حقیقی مسئلہ پیچھے چلا جاتا ہے۔

ان تمام باتوں کے ساتھ مجلس شوریٰ اپنی اس رائے کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے کہ مسجد بابری کا مسئلہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے اس مسئلہ میں انصاف حاصل کرنے کے لیے ہمیں پوری پوری کوشش کرنی چاہیے اور ملک کے باشندوں کو مسئلہ کی اصل حقیقت سے

آگاہ کرنے کے لیے افہام و تفہیم کے تمام پرامن آئینی و قانونی ذرائع کو استعمال کرنا چاہیے۔ انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں، کتابچوں اور پمفلٹوں، مشترکہ میٹنگوں اور سیمنار وغیرہ منعقد کرکے تہذیبی جارحیت پسندوں کے پھیلائے ہوئے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش مسلسل اور اس پیانہ پر ہونی چاہیے کہ ملک کی بڑی آبادی اس مسئلہ کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو جائے نیز اس سلسلہ میں اکثریت کے صاف ذہن افراد کا تعاون بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

مجلس شوریٰ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ بابری مسجد کے تقدس کو بحال کرنے، اس کے اندر رکھی ہوئی مورتیوں کو ہٹانے اور مسلمانوں کو اس میں نماز ادا کرنے کے سلسلہ مین جو قانونی رکاوٹ کھڑی کر رکھی ہے اسے دور کرے۔

(قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ ۸۷ء)

ملک کی موجودہ معاشی صورت حال پر تبصرہ:

مجلس شوریٰ ملک کی خستہ معاشی صورت حال کو نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آمدنیوں میں تیزی سے بڑھتا ہوا فرق، کالا دھن اور بلیک مارکیٹ کا عروج، قیمتوں میں مسلسل اضافہ، افراط زر، زرمبادلہ میں غیر معمولی کمی کی وجہ سے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی۔ ایم۔ ایف) پر غیر معمولی انحصار اور بے قید آزاد مارکیٹ کا فروغ، یہ ہیں معاشی فساد کی چند ایسی علامتیں جن پر قدرتی طور پر اہل ملک کی توجہ مرکوز ہوتی جا رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کی رائے میں موجودہ اقتصادی صورت حال کے لیے بڑی حد تک سابقہ حکومتوں کی پالیسی ذمہ دار ہے۔ اس پالیسی کے نتیجے میں ملک کے وسائل و ذرائع کا معتدبہ حصہ سامان آسائش و تعیش

کی پیداوار اور اس سلسلے کی ضروری اشیاء کی درآمد پر ضائع ہوتا رہا۔ نجی اور سرکاری دونوں ہی زمروں میں اس کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی اور اس کا زرمبادلہ پر بھی غیر معمولی بار پڑا۔ اور ملک اس موقف میں نہ رہا کہ اشیائے ضروریہ کے لیے ضروری وسائل فراہم کیے جاسکتے۔ چنانچہ اشیائے ضروریہ کی زبردست قلت ایک سنگین مسئلہ بن گئی ہے لوگوں کی بڑی تعداد پینے کے صاف پانی' علاج معالجہ کی ضروری سہولتوں اور غریب آبادی رہائشی سہولتوں سے محروم ہے۔ اگرچہ تعلیم پر اچھی خاصی توجہ دی گئی ہے لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ طلبہ بہت سے مقامات پر کھلے آسمان کے نیچے پڑھتے ہیں۔ جہاں سامان تعیش کی پیداوار کے سلسلے میں حیران کن ترقی ہوئی ہے وہیں اشیائے ضروریہ کی پیداوار اور ضروری سہولتوں کی فراہمی کی رفتار بہت سست رہی ہے۔ حکومت کی مالیاتی پالیسی کے نتیجے میں افراط زر کی شرح میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور قیمتوں میں آئندہ اضافہ کے اندیشے اور بھی بڑھ گئے ہیں۔

اشیائے ضروریہ اور سامان تعیش کی پیداوار کے سلسلہ میں جو بے حکمتی ہوئی اس کے علاوہ اشیاء اور وسائل کی غلط تقسیم نے عوام کے مسائل و مشکلات کو اور بھی زیادہ بڑھادیا' پھر خسارہ پورا کرنے کے لیے مزید ٹیکس بڑھائے گئے لیکن ان کی وصولیابی سے متعلق عملہ کی خود غرضی کے سبب رشوت کا بازار گرم ہوتا رہا اور جو مقصد حکومت کے پیش نظر تھا وہ پورا نہیں ہوسکا۔

ملک کو درپیش مشکلات و مسائل کے سلسلے میں حکومت کا متوجہ ہونا تو بالکل قدرتی بات ہے لیکن بعض بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے مشوروں اور مغرب کے حالیہ واقعات سے متاثر ہوکر بے قید و آزاد مارکیٹ کو فروغ دینے کے لیے جو عاجلانہ اقدامات کیے گئے ہیں ان سے کسی مثبت اور بہتر نتیجہ کی توقع نہیں کی

جاسکتی۔ اس کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ ملک کی اقتصادی زندگی میں ایسے قومی رجحانات پیدا ہوجائیں گے جن سے سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت ملے گی۔ اسی سرمایہ دارانہ نظام کو، جس سے بچنے کے لیے سوشلسٹ طرز کی پالیسیاں اختیار کی گئی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایک عادلانہ سماجی نظام کے قیام میں مزید رکاوٹیں پیدا ہونگی، حالانکہ آزادی کے بعد ہی حکومت نے ایک منصفانہ معاشی نظام کی تعمیر کو اپنا اہم مقصد قرار دیا تھا۔

جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ اس امر کی طرف اہل ملک کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہے کہ وسائل کی صحیح اور منصفانہ تقسیم، مسابقت کے صحت مندانہ خطوط اور معاشی عدل کے قیام کے لیے اسلام نے جو راہ دکھائی ہے اور جو خطوط کار متعین کیے ہیں ان کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ اشتراکی نظام کے ناکام ہوجانے کے بعد یہ ضرورت نمایاں ہو کر سامنے آگئی ہے۔ اب دنیا کا اس سرمایہ داری کی طرف میلان بہت مشکل ہے جسے اس نے بجا طور پر ترک کیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ بدقسمتی سے وہ اس سے بھی زیادہ غیر فطری اور غیر منصفانہ نظام کے جال میں پھنس گئی۔ مجلس شوریٰ کو کامل یقین ہے کہ سودی مالیاتی نظام اور منافع اندوز، آزاد مسابقت سے ملک میں جو امیر اور غریب کا فرق تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس سے صحت مند ، متوازن اقتصادی ترقی کے لیے راستے مسدود ہوتے چلے جائیں گے، قیمتوں میں اضافہ کی موثر روک تھام ممکن نہ ہوسکے گی۔ (قرارداد مرکزی شوریٰ ۱۹۹۱ء)

غربت، گرانی اور قحط سے ملک کو بچائیے :

"غریبی ہٹاؤ" اور سوشلزم کے ملک گیر نعروں کے باوجود باشندگان ملک

کی بہت بڑی تعداد غربت اور فقرو فاقہ میں مبتلا ہے۔ ہوش ربا گرانی بھی انہیں روز بروز زیادہ دہشت زدہ کرتی جارہی ہے اور قحط کا بھیانک سایہ ہے جو ملک کے مختلف حصوں پر چھا گیا ہے ادھر صورت حال یہ ہے کہ حکومت اور ماہرین اقتصادیات کو مسئلے کا کوئی واقعی حل نہیں مل رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو بے بسی اور مایوسی کی حالت میں پارہے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کو اس سنگین صورت حال پر سخت تشویش ہے کیونکہ وہ ایک ایسے دین (اسلام) کی داعی ہے جسے انسانوں کے دنیوی فلاح و بہبود اور معاشی سکون بھی عزیز ہے۔ جماعت کے نزدیک اس سنگین صورت حال کے اسباب دوگونہ ہیں۔ ایک طرف وہ سیاسی بے تدبیریاں اور انتظامی کوتاہیاں ہیں جنہیں ایک عرصے سے بالعموم اور گذشتہ دو برسوں سے بالخصوص اختیاز کیا جاتا رہا ہے۔ دوسری طرف یہ نتیجہ ہے خدا سے اس بے نیازی اور بغاوت کا جس میں ہمارا سماج بری طرح مبتلا ہوتا جارہا ہے ملک میں ہر طرف یہ جو بے کرداری اور خود غرضی بے اعتمادی اور بد عنوانی انسانیت کشی اور بد اخلاقی کا طوفان امنڈتا جارہا ہے وہ دراصل اسی خدا بے زاری کے کڑوے کسیلے پھل ہیں اور ان برائیوں کی موجودگی میں معاشی بحران بڑھ ہی سکتا ہے گھٹ نہیں سکتا۔

غربت، گرانی اور قحط زدگی کی اس سنگین صورت حال کی اصلاح سے جماعت مایوس نہیں ہے اگر ہم اہل ملک اس صورت حال کو ٹھیک کرنے کے لیے صحیح خطوط اختیار کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کو اس سنگین خطرے سے نہ بچالیا جائے۔ اس غرض کے لیے ضروری ہے کہ :

○ افراد اور پارٹیاں اس صورت حال کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنے، عوام کے جذبات کو بھڑکانے اور امن و امان کی صورت حال خراب کرنے سے

پوری طرح مجتنب رہیں۔ نیز باہمی مشوروں اور متحدہ کوششوں سے کام لیں۔

○ سرمایہ دار اور تجارت پیشہ افراد اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کے بجائے گرانی پر قابو پانے اور عوام کی مصیبت میں کام آنے کے سلسلے میں اپنا سرگرم تعاون اور مخلصانہ خدمات پیش کریں۔

○ آخری مگر سب سے بنیادی اور مقدم بات یہ ہے کہ اہل ملک اپنے زاویہ نظر کو درست کریں۔ خدا سے بے نیازی اور بغاوت کی روش ترک کریں۔ اپنے اندر یہ یقین پیدا کریں کہ خوش حالی اور امن و سکون کا انحصار صرف دنیوی تدبیروں اور کوششوں ہی پر نہیں ہے بلکہ اس کا اصل انحصار ان کے خالق اور پروردگار ہی کے بالاتر فیصلوں پر ہے۔ یہ فیصلے کسی سماج کے حق میں اس وقت تک نہیں ہوسکتے۔ جب تک کہ وہ اپنے کو اس کا مستحق نہ بنائے۔ اس لیے سب سے پہلی ضرورت اسی بات کی ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹیں۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ نومبر ۷۴ء)

بڑھتی ہوئی گرانی :

ایمرجنسی سے قبل شہریوں کی بنیادی ضروریات کی قیمتیں آسمان سے باتیں کررہی تھیں متوسط اور غریب طبقہ اس وقت کی بڑھتی ہوئی گرانی سے حد درجہ پریشان تھا۔ ایمرجنسی کے دوران معمولی قوانین کے نفاذ اور جبر کے دیگر طریقوں سے حکومت وقت نے عارضی طور پر گرانی پر کسی حد تک قابو پالیا تھا لیکن ایمرجنسی کے آخری ایام میں اشیا ضروریہ کی قیمتوں میں اچانک اضافہ شروع ہوگیا ایمرجنسی اٹھنے کے بعد سے قیمتوں میں پوری تیز رفتاری کے ساتھ ایسا اضافہ ہونے لگا کہ آج عوام سب کے سب غیر معمولی گرانی کے بوجھ کے تلے دبے

جا رہے ہیں۔ بلاشبہ اس صورت حال کے بعض اہم اسباب ہیں۔ مثلاً بعض اشیا کی پیداوار میں کمی اور ایمرجنسی کے دور کے جبری قوانین کا خاتمہ لیکن اس کے باوجود حکومت وقت کو اس الزام سے بری قرار نہیں دیا جاسکتا کہ یہ اہم ترین مسئلہ جس فوری اور غیر معمولی توجہ کا مطالبہ کر رہا تھا اس توجہ سے کام نہیں لیا گیا نئی حکومت کو قائم ہوئے تقریباً آٹھ ماہ ہوچکے ہیں لیکن نہ صرف یہ کہ بڑھتی ہوئی گرانی پر قابو نہیں پایا بلکہ ابھی تک کوئی ٹھوس معاشی پالیسی بھی مرتب نہیں کی جاسکی جس کی وجہ سے ذخیرہ آندوز بے ایمان تاجر اور کارخانہ دار غریب عوام کے لیے مصیبت بنتے جارہے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ اس صورت حال کو بہت تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے اور حکومت وقت کو متنبہ کرنا چاہتی ہے کہ اگر اس نے جلد از جلد صورت حال پر قابو پانے کی کوشش نہ کی تو نہ صرف یہ کہ حکومت کی جڑیں کمزور ہوجائیں گی بلکہ عوام کے اندر خوداعتمادی کی جگہ عدم اعتماد اور حکومت سے تعاون کے بجائے اس کی عملی مخالفت کا جذبہ جو کافی حد تک پیدا ہوچکا ہے تیزی سے پروان چڑھ کر ملک میں نہایت پریشان کن صورت حال پیدا کردے گا۔

مرکزی مجلس شوریٰ حکومت پر اس بات کے لیے شدت سے زور دینا چاہتی ہے کہ وہ بلا تاخیر اس مسئلے کو ہاتھ میں لے اور طویل المدت معاشی پالیسی ترتیب دینے کے ساتھ ساتھ ایسے فوری موثر اقدامات بھی کرے جو قیمتوں کو کم ازکم اس سطح پر ضرور لاسکیں جو گزشتہ سال تھی۔

مرکزی مجلس شوریٰ عوام اور خصوصاً" تاجر برادران سے توقع رکھتی ہے کہ وہ عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہوئے گرانی پر قابو پانے کے لیے حکومت سے

بھرپور تعاون کریں گے اور ذاتی و گروہی مفادات پر عوامی مفاد کو ترجیح دیں گے۔
(قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ نومبر ۷۷ء)

بنگلادیش کا قیام

بنگلہ دیش کے قیام پر تبصرے کے ضمن میں جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ایک نہایت متوازن اور جامع قرار داد منظور کی تھی جو اپنے مضمون اور انداز بیان کے لحاظ سے خود ایک روشن دلیل ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ برصغیر ہند کے حالیہ واقعات کی نسبت سے اپنے دینی اور اخلاقی موقف کی روشنی میں ملک و ملت کے سامنے کچھ ایسی باتیں رکھے جن کا تعلق حالیہ واقعات سے صحیح سبق حاصل کرتے ہوئے ایک بہتر مستقبل کی تعمیر کے لیے آگے بڑھنے سے ہے۔

بنگلہ دیش کی آزاد ریاست اب ایک حقیقت ہے اور وہاں عوام کے منتخب نمائندوں کو اس کا موقع مل گیا ہے کہ اپنے عوام کی مرضی کے مطابق ملک کی تعمیر نو عمل میں لاسکیں۔ ہماری تمنا ہے کہ ان کو اس میں کامیابی ہو اور وہاں جمہوریت کو استحکام نصیب ہو۔ اس موقع پر ہم بنگلہ دیش کے عوام بالخصوص بنگالی مسلمانوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ پاکستانی حکمرانوں اور ان کی فوجوں نے جو بھی ظلم و زیادتی کی ہے اس کی ذمہ داری ان حکمرانوں اور فوجوں پر ہے نہ کہ اسلام پر اسلام جس سے تعلق میں بنگالی مسلمان دنیا کے کسی دوسرے خطہ کے مسلمانوں سے پیچھے نہیں رہے ہیں سرتا سر عدل و انصاف اخوت و ہمدردی اور مساوات اور مواسات کی تعلیم دیتا ہے اگر ان تعلیمات کی خلاف ورزی کرنے والوں نے

اسلام کا بھی نام لیا اور اس کی آڑ میں اپنے سیاسی مقاصد اور معاشی اغراض پورے کرنے چاہے تو یہ ان کا جرم تھا جس کے لیے وہ اللہ کے حضور بھی جواب دہ ہوں گے اور جس کے برے نتائج وہ دنیا میں بھی بھگت رہے ہیں ہمیں امید ہے کہ بنگلہ دیش کے عوام اسلام اور اس کے نام لیواؤں کے طرز عمل کے درمیان امتیاز برتیں گے اور حالیہ صدمات کے رد عمل میں خود اسلام سے کسی طرح کی بد ظنی یا بے تعلقی کو اپنے انفرادی اور اجتماعی رجحانات کی تشکیل میں راہ نہ دیں گے۔

بنگلہ دیش کے عوام کو اس حقیقت سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے درمیان ایسے عناصر موجود ہیں جو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر الحاد و بے دینی کے لیے زمین ہموار کرسکتے ہیں ہمیں امید ہے کہ بنگلہ دیش کے عوام ایسی کوششوں سے متاثر نہیں ہوں گے ہماری تمنا ہے کہ اپنی زندگی کی تعمیر نو میں بنگلہ دیش کے عوام فلاح و کامرانی اور رفعت و سربلندی کے ان خزانوں سے پوری طرح استفادہ کریں گے جو توحید کے تصور اور اسلام کی حقیقی تعلیمات میں موجود ہیں اور انہیں تعلیمات کو معاشرے کی تشکیل میں اپنا رہنما بنائیں گے کیونکہ یہی تعلیمات جمہوریت' سماجی عدل اور تفریق و امتیاز سے پاک رواداری کے ان اصولوں کی صحیح تعبیر فراہم کرتی ہیں جس کو آزاد بنگلہ دیش نے اپنا رہنما قرار دیا ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ پاکستان نے اسلام کا نام لیا لیکن اس کا حق ادا نہیں کیا بلکہ اپنی چوبیس سالہ تاریخ میں اسلامی تعلیمات سے مسلسل روگردانی برتی۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر پاکستانی حکمراں اب بھی اپنی اسی روش پر قائم رہے تو ان کو اس سے بھی زیادہ برے دن دیکھنے پڑیں گے۔ ان کو حالات سے صحیح سبق سیکھنا چاہیے اور جلد از جلد جمہوریت کی بحالی عمل میں لاکر اپنے عوام کی مرضی کے

مطابق اسلامی اصولوں پر ایک نیا اجتماعی نظام تشکیل دینا چاہیے اسی طریقے میں ان کی فلاح مضمر ہے اور یہی طریقہ اختیار کرکے وہ برصغیر میں بسنے والے عام انسانوں کے اندر اسلام سے اس حسن ظن اور اس کی تعمیری صلاحیتوں پر اس اعتماد کو بحال کرسکتے ہیں جسے پاکستان کی روش اور اس کے حالیہ نتائج نے زبردست صدمہ پہنچایا ہے اگر انہیں اس کی توفیق ہوسکے تو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ماضی کی غلطیوں کو بھول کر پاکستان اور بنگلہ دیش کی آزاد مملکتوں کے درمیان ایسے دوستانہ تعلقات نہ استوار ہوسکیں جو ان کے ماضی سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ایک ایسے بہتر مستقبل کے ضامن بن سکیں جس میں دونوں ملکوں کے عوام اپنے حوصلوں کی تکمیل کرسکیں۔

اس سلسلے میں ایک اطمینان بخش بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش سے ہندوستانی فوجوں کی واپسی جلد تکمیل پانے والی ہے، جس سے برصغیر کے تینوں ممالک کو باہمی تعلقات کو معمول کے مطابق بنانے میں مدد ملے گی، اسی طرح مسلم ممالک کا بنگلہ دیش کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا اور ضرورت کی گھڑی میں اس کی طرف دست تعاون بڑھانا اسلامی اخوت کا تقاضا ہے اور یہی روش اس بات کی ضامن ہوسکتی ہے کہ بنگلا دیش کے مسلمان عوام میں اسلامی اخوت کے رشتہ کا احساس کمزور نہ پڑے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ان واقعات کو جنوبی ایشیا بالخصوص اس برصغیر میں بیرونی طاقتوں کی سازش اور مداخلت میں اضافے کا سبب نہ بننے دیا جائے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب برصغیر کے تینوں ممالک باہمی تعلقات کو جلد از جلد معمول پر لے آئیں۔ برصغیر کے انسانوں کا مفاد اسی میں ہے کہ تینوں ملک معاشی تعمیر و ترقی، تجارت، حمل و نقل اور مواصلات، ثقافتی امور اور افراد کی آمد و رفت کے سلسلے میں فراخدلی اور تعاون کا رویہ اختیار کریں۔

اور ان تمام امور میں اشتراک عمل کی راہیں تلاش کریں جو برصغیر کے تمام انسانوں کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرسکتے ہیں۔

مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد مورخہ ۲۳ر اگست ۱۹۷۱ء میں پاکستان میں جمہوریت کی بحالی اور شیخ مجیب الرحمن کی رہائی کے ذریعہ وہاں کے دونوں بازوؤں کی قیادت کے درمیان مفاہمت اور تعاون سے مسائل کے حل پر زور دیا تھا۔ اس سیاق میں اس نے یہ امید بھی ظاہر کی تھی کہ پاکستان کے اسلام پسند عناصر وہاں کے عام انسانوں کو مفاد پرستی اور علاقائی ولسانی عصبیتوں کی گرفت سے نکال کر اخلاقی بنیادوں پر تعاون باہمی کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ افسوس کہ یہ آرزوئیں برنہ آئیں۔

ہم نے یہ بھی چاہا تھا کہ جنگ نہ ہو۔ افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا اور بالآخر برصغیر کو ایک ایسی جنگ سے دوچار ہونا پڑا جس سے ہماری معیشت پر بھی برے اثرات پڑے اور بہت سی گتھیاں بھی پڑگئیں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان گتھیوں کو جلد از جلد سلجھایا جائے معیشت کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کی تلافی کی پوری کوشش کی جائے نیز ملکی زندگی کے دوسرے اہم پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی جائے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ بعض عناصر حالیہ جنگ اور اس میں فتح کو فسطائی جذبات پروان چڑھانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور اسکو برصغیر میں ہندو طاقت اور مسلم طاقت کے درمیان مبینہ کشمکش کے سیاق میں دیکھنے اور اس کے نتیجے میں طاقت کے نئے توازن پر اس کشمکش کے ایک فریق کی حیثیت سے اطمینان پیدا کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ طرز فکر نہ صرف سیکولرزم کے منافی ہے بلکہ حالیہ جنگ کے اسباب اور اس کے ان متعین مقاصد

کے جن کا بار بار اعلان کیا جاتا رہا ہے نیز اس حقیقت کے بھی خلاف ہے کہ اس جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کی اکثریت رکھنے والے ایک علاقے میں جمہوریت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ارباب حکومت ملک کے پریس اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان فسطائی اور فرقہ پرور جذبات کی ہمت شکنی کریں اور ملک کی خارجہ پالیسی کے سیکولر کردار کو اپنے عوام پر واضح کرتے ہوئے ان میں ایسے خیالات کی اشاعت کی مذمت کریں جو اس کردار کا تصور بگاڑنے والے ہوں۔

ہمارے نزدیک نئی صورت حال کا تقاضا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں اس حقیقت کا شعور ہو کہ اس برصغیر میں بسنے والے انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے اور جو دین پروردگار عالم نے سب انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بھیجا ہے' اس کا تعارف کرانے میں انہیں اہم رول ادا کرنا ہے۔ وہ برصغیر کے دونوں پڑوسی ممالک کے مسلمانوں کو اس امر کی یاددہانی کرا سکتے ہیں کہ ان کی فلاح اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل میں مضمر ہے اور اپنے طرز عمل کو اسلام کے مطابق ڈھال کر برادران وطن کے اندر اسلام کے حق میں حسن ظن پیدا کرنے اور ان کو پروردگار عالم کی ہدایات سے قریب لانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جس تحریک اور جس قیادت کے ہاتھوں پاکستان قائم ہوا تھا اور جن ہاتھوں میں گذشتہ چوبیس برسوں میں اس کی قیادت رہی' ان سے اس بات کی امید لاحاصل تھی کہ پاکستان اپنے اجتماعی طرز عمل سے اسلام کی نمائندگی اور دنیا کے سامنے اس کے تعارف کا کام انجام دے سکے گا۔ اب باقی ماندہ پاکستان میں بھی جو قوتیں برسراقتدار ہیں ان سے بھی ایسی امیدیں وابستہ کرنا بے سود ہے جہاں تک بنگلہ دیش کا تعلق ہے وہ جس بحران سے گذر کر قائم ہوا ہے اور جن مشکلات سے دوچار ہے' ان کے پیش نظر ابھی عرصہ تک اس کی توجہات حالات کی بحالی اور مادی تعمیر و ترقی پر مرکوز رہیں گی۔ ایسے حالات میں اگر ہندوستانی مسلمان اپنا فرض پہچانیں اور جہاں تک اسلام' اس کی ترجمانی و تعارف اور اس کے پیغام کو عام کرنے کا تعلق ہے اپنے ہی اوپر اعتماد کرنا سیکھیں' اور اس مشن کے علمبردار بن کر اٹھ کھڑے ہوں تو وہ برصغیر کے لیے ایک بڑی نعمت ثابت ہو سکتے ہیں اور دنیا کے مسلمانوں کے سامنے ایک حوصلہ افزا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ (قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند ۱۹۷۱ء)